

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, March 28, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Receitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ
مِنْكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ
فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۖ وَأَن تَصُ
مُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, March 28, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Receitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ
مِنْكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ
فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۖ وَأَن تَصُ
مُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

شَهْرٍ مَضَى الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
 هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ
 فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ
 مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
 يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
 وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ
 وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي
 عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
 إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي
 لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

(سورة البقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ ان پر فرض

کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ (اور ایسا کرنا خود تمہاری بھلائی اور بہبودی کے لئے ہے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ (مقتی بن جاؤ اپنے حیوانی جذبات پر غلبہ پا جاؤ ان کے حاکم بن جاؤ ان کی محکومی سے نکل جاؤ) یہ (روزے) گنتی کے چند دن ہیں (کوئی بڑی بات نہیں) پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں ان کا شمار پورا کرے (ان قصار روزوں کی تکمیل کسی اور مہینہ میں کرے) اور جو لوگ اسے بڑی مشکل سے برواشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (یعنی) ایک مسکین کا کھانا اور جو شوق سے نیکی کرے (ہمت کر کے روزہ رکھ لے یا زیادہ محتاجوں کو کھلائے یا کچھ اور خیر و خیرات کرے) تو اس کے لئے اور بھی اچھا ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو (روح کی غذا ہے) لوگوں کے لئے (دو مندوں کے لئے مکمل) ہدایت ہے اور (جس میں) راہِ حق پانے کی اور (حق و باطل کے) امتیاز کی روشن نشانیاں ہیں پس جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پادے (رمضان میں زندہ ہو) تو وہ اس ماہ کے پورے روزے رکھے (ذرا خوشی سے اتنا تو کرے کہ کھانا پینا چھوڑ دے) پھر انسانی جبلت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو اجازت دیتا ہے فرماتا ہے، اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (قصار روزے رکھ کر) ان کا شمار پورا کرتے اللہ (تم) تمہارے لئے سہولت چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری (اور سختی) نہیں چاہتا اور یہ (سہولت) اس لئے (دی گئی) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور تاکہ اللہ کی اس بات پر کہ اس نے تم کو راہِ حق دکھائی (اس کی) بڑائی بیان کیا کرو اور تاکہ تم شکر گزار ہو۔

اور (اے میرے رسول) جب آپ سے میرے بندے میرے (قرب اور بقدر کے) متعلق سوال کریں (تو آپ فرما دیجئے جیسے مجھے حاضر ناظر سمجھیں اپنے کو محض رب میں جانیں) ایسی میں تو (ان کے) قریب ہی ہوں، میں تو دعا مانگنے والے کی التجاؤں کو جب وہ مجھ سے دعا مانگے قبول کرتا ہوں۔ پس (بندوں کو بھی) چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان

رکھیں تاکہ نیک راہ پر آئیں (نیک بختوں میں داخل ہو جائیں)

MOTION UNDER RULE 236

Mr. Chairman: There is no leave applications today. I think a formal motion would have to be moved to suspend the Question Hour. Muhammad Ali Khan Sahib.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir I move that Question Hour may kindly be suspended under Rule 236.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Muhammad Ali Khan under Rule 236 of the Rules of Procedure & Conduct of Business in the Senate, 1988, that the Question Hour be suspended for today i.e. 28th of March, 1990,

(The motion was adopted)

POINT OF ORDER RE: WRONG REPORTING OF THE SPEECH OF A
SENATOR

Mr. Chairman: Yes Mr. Basheer Ahmed Matta.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, I rise on a point of personal explanation. Yesterday on the floor of this House I expressed my ideas with regard to the controversy that was going on in the House. But I am sorry to say that my speech has been misreported by Radio Pakistan. Whereas I said that the Minister of State for Parliamentary Affairs was under great burden, and as he could not shoulder his burden, other Ministers should reply for their own departments and his portfolio may be changed for the betterment of the Parliament. But the Radio quoted me as saying that "

" which does

کہ یہ معاملہ افہام و تفہیم کے ذریعے حل ہونا چاہیے۔

not mean anything. Sir, you have already given a warning to the information media yesterday, but they have transgressed against it. I request, Sir, that you may please institute some remedy against such behaviour and give them another warning.

جناب چیئرمین: ایک تو آپ مجھے لکھ کر دے دیں اور دوسرا فصیح اقبال

صاحب کو دے دیں۔

He is the Chairman of the Information Committee and I am sure that he will look into this matter.

سید فصیح اقبال؛ جیسا کہ بشیر احمد مٹہ صاحب نے فرمایا آپ کی واضح ہدایات کے باوجود آپ نے وارننگ صرف Electronic media کو دی تھی جس میں پریس ٹرسٹ کے اخبارات بھی شامل ہیں مجھے آج دیکھ کر افسوس ہوا ہے کہ ٹی ڈی نے توکل سینٹ کی میٹنگ کا مکمل بلیک آؤٹ کیا ہے یہ بھی نہیں بتایا کہ سینٹ کی میٹنگ ہوئی یہ ناجائز بات تھی اور یہاں ایک قرارداد پر ڈیفیٹر غور شید صاحب کے بارے میں پاس ہوئی تھی اس کا بھی complete black out کیا مجھے افسوس یہ ہے کہ یہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو آخر کسی وزارت کے ماتحت ہیں ان کو اس قسم کی چیزیں پارلیمنٹ کے ساتھ نہیں کرنی چاہئیں ایک جمہوری عمل جاری ہے۔ یہ خود جمہوریت کو نقصان پہنچا رہے ہیں اس سلسلے میں میری درخواست ہے کہ آپ کم از کم ہاؤس کی طرف سے ضرور متعلقہ وزیر کو یا وزیر اعظم صاحبہ کو یہ پہنچا دیں کہ ہاؤس نے اس کو بڑا resent کیا ہے کہ آپ ایک تو خبریں نہیں دیتے ہیں اور جو دیتے ہیں وہ distort کرتے ہیں ریڈیو پاکستان جو ان کا اپنا ادارہ ہے اس میں اس قسم کی چیز پہلی مرتبہ نہیں ہوئی کئی مرتبہ ہوئی ہے لیکن کل آپ کی واضح ہدایات کے باوجود ایسا ہونا ہدایات کی صریحاً خلاف ورزی ہے جس سے اس ہاؤس کی توہین ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین؛ میں بھی اس کو دیکھتا ہوں لیکن

I would request you Mr. Faseih Iqbal, as Chairman of the Information Committee, to take note of this and discuss it with the officials of the Information Department.

سید فصیح اقبال؛ جی میں یہ کروں گا۔

جناب چیئرمین؛ شک ہے، جی جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر داخلہ صاحب سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں پرسوں یعنی ۲۶ تاریخ کی شام کو ایک واقعہ ہوا جو اگرچہ اخبارات میں رپورٹ نہیں ہوا لیکن وہ سینہ بہ سینہ چلتے ہوئے یہاں تک بھی آپنچا ہے وہ چونکہ فیڈرل حکومت سے متعلق ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ اگر وہ اس کا جواب دے دیں تو ذرا سہولت ہو جائے گی کہ ۲۶ کی شام کو یاد دہیر کو اداکارہ میں واپڈا کے حکام نے اداکارہ جھاؤنی کی بجلی کاٹ دی اور اس کے جواب میں پاکستان آرمی نے گرڈ سٹیشن پر قبضہ کر لیا اور واپڈا کے حکام کو یہ غمائی بنا لیا تو یہ ایک بڑا serious nature کا مسئلہ ہے اس پر بجا طور پر مجھے بڑی تشویش ہے اور کل یہ واقعہ یہاں پر نہیں آسکا اور ویسے بھی کوئی منسٹر یہاں پر موجود نہیں تھا میں ان سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس پر تھوڑی روشنی ڈال دیں پتہ چل جائے کہ اصل واقعہ کیا ہے۔

Mr. Chairman: Would you like to say something?

چوہدری اعجاز احسن: موشن پیش کریں تو.....

Mr. Chairman: I agree with you

اگر آپ اس کو باقاعدہ طور پر لانا چاہتے ہیں تو.....

please bring it in the form of a motion. If you feel it is admissible under some rule please bring it up in that manner. I cannot compel the Minister to answer a query of this nature.

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of Order Sir.

Mr. Chairman: Yes Shaikh Sahib.

Mr. Hasan A. Shaikh: The statement of Mr. Tariq Chaudhry has already been laid before this House and everybody have heard it including the media and the absence of any satisfactory reply or any such reply as would allay the fears of the people of Pakistan, army personnel, WAPDA

RE: LETTER TO A SENATOR THROUGH SENATE WRITTEN BY THE INTERIOR DIVISION

people as well as public would probably be detrimental to the interest of the government. The government should take notice of it. Therefore, I suggest that their Minister should make some statement just now or after an hour so that these fears are allayed.

Mr. Chairman: I am sure that the Minister has heard it and he will do whatever he thinks appropriate. Now, we will take up the privilege motion. Tariq Chaudhry Sahib Privilege Motion No. 1.

PRIVILEGE MOTIONS

RE: LETTER TO A SENATOR THROUGH SENATE WRITTEN BY THE INTERIOR DIVISION

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ! بسم اللہ الرحمن الرحیم، میں تحریک کرتا ہوں کہ میرے استحقاق کو مجروح کرنے والے اس عمل کا فوری نوٹس لیا جائے کہ وزارت داخلہ کی طرف سے بذریعہ سینٹ مجھے قابل اعتراض خط لکھا گیا ہے ایران بالا میں میری کارکردگی اور تنقید سے گھبرا کر وزارت داخلہ نے اپنے سیاسی عمائدین کے ایما پر مجھے ہر اسال کرنے کے لئے دھکی آمیز غیر قانونی اور قابل اعتراض خط و کتابت شروع کی ہے یہ خط و کتابت منفی، دھکی آمیز اور میری کارکردگی کو متاثر کرنے کا حربہ ہے کیونکہ قانوناً وہ اس قسم کا توہین آمیز خط لکھنے کا اختیار نہیں رکھتے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس سے پورے ایران کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ دھکی آگے چل کر کوئی سنجیدہ رُخ اختیار کر سکتی ہے لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک کو ایران کی استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Aitzaz Ahsan: Opposed.

جناب چیئرمین: جی فرمائیں کس طرح استحقاق بنتا ہے۔
جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین صاحب مجھے اپنے درست

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

اعترافاً احسن صاحب کا بڑا احترام ہے جنہوں نے میری اس تحریک کو oppose کیا۔ میں بھی ان کی طرح جمہوریت کا زبردست حامی ہوں اور میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی تک اس کرۂ ارض پر اس سے بہتر کوئی نظام تشکیل نہیں پاسکا جس سے عوام کی مرضی اور خواہش کے مطابق کسی کو قانون سازی اور حکومت سازی کا اختیار دیا جاسکے لیکن اس نظام کے کچھ منفی اثرات ہیں اور ان منفی اثرات کو کم کرنے کے لئے اس نظام میں ایک مسلسل مستقل مضبوط طاقت در اور دیانت دار سول سروس کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ نظام کے تسلسل کو قائم رکھے۔ اور یہ ایک مسلسل عمل کرتی ہوئی دیانتدار bureaucracy اس نظام کی continuity اور تسلسل کو جاری رکھتی ہے اور یہاں پر سول سروس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر دی گئی پالیسی کے مطابق نظام کو چلائے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ سول سروس پبلک + representative کی جگہ پر کام کرے اور عوام کے سامنے آکر پبلک کے ارادوں کا اظہار کرے اب یہ خط جس کا یہاں پر ذکر ہو رہا ہے اس کا نوٹس وزیر داخلہ کی طرف سے آیا ہوتا تو مجھے اس پر کوئی اعتراض بھی نہ ہوتا اور اس کو میں اس ایوان میں زیر بحث بھی نہ لاتا بلکہ میں اپنے معاملات کو باہر ہی منٹا لیتا اب اس خط میں جس کا میں نے حوالہ دیا ہے کیا ہے میں عرض کرتا ہوں واقعہ یہ ہے جناب کہ ہمارا سیشن جاری تھا اور ایک اہم مسئلہ میرے علم میں آیا جسے میں ایران کی وساطت سے پبلک کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا تاکہ وہ خبر یا خطرہ جو مجھے محسوس ہوا وہ عوام کے نوٹس میں آجائے اور اس طرح اس کے اثرات کم ہوں لیکن سیشن کا آخری دن تھا اس روز اجلاس ختم ہو رہا تھا اور اس تحریک کا آنا ممکن نہیں تھا۔ میں نے اسی پارلیمنٹ کی بلڈنگ کے کیفے ٹیریا میں چند اخبار نویسوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے وہاں پر وہ بات دہرا دی۔ بات یہ تھی کہ میں تین چار چیزیں پبلک کے نوٹس میں لایا جن میں ایک یہ تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ ایف ایس ایف کی طرز پر ایک فورس قائم کرنا چاہتی ہے اور وزیر داخلہ نے گاہے گاہے خود مجھے ساتھ اس آئیڈیا پر بات بھی کی کیونکہ پچھلی ایف ایس ایف کا ہمیں تجربہ ہے

اور ہمیں یہ بھی اس میں خطرہ ہے کہ وہ ایف ایس ایف دراصل "الذوالفقار" کے ان ٹریڈ گوریلوں کا مجموعہ ہوگی جن کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہو جائے گی اور زیادہ آئیڈ یا اس لئے ترک کر دیا گیا کہ اس کے لئے جو ایکٹ ہے اس کا سیدھ سے پاس ہونا ممکن نہیں ہوگا اور اب یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے کہ انہی لوگوں کو ترتیب دے کر ایک غیر سرکاری تنظیم بنائی جا رہی ہے جس کے ذریعے سے لوگوں کو ہراساں بھی کیا جائے گا اور حکومت خود حکومت ہوتے ہوئے بھی اس سے کچھ وہ کام لے گی جو مناسب نہیں ہے۔ یہ ایک بات تھی جو وہاں پر میں نے کہی.....

جناب چیمبرین : admissibility پر بات کریں ناں۔

جناب محمد طارق چوہدری : میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔ جناب وہ بات clear کیسے ہوگی۔ دوسری چیز یہ تھی میں نے یہ عرض کیا کہ پچھلے دنوں پنجاب میں ہنگامہ آرائی کے لئے ایک واقعہ ہوا کہ مولانا طاہر القادری اور ڈاکٹر اسرار احمد کے اوپر قاتلانہ حملے کا ایک منصوبہ بنا جو بروقت افشا ہو گیا اور اس کے افشا ہونے کی وجہ سے ان کی بھی جان بچ گئی اور قصہ بھی ڈھکا رہا۔ میں نے کہا کہ ایک اسی نوعیت کا واقعہ ہونے والا ہے تاکہ پنجاب میں امن و امان کو خراب کیا جاسکے اور وہ واقعہ مماثل ہر گا شیر یا دھرم کے واقعہ پر کہ لاہور سے تعلق رکھنے والے در ذریعہ جن کا میں نے نام نہیں لیا تھا اعزاز احسن صاحب اور جہانگیر بدر صاحب جو پنجاب کے چیف منسٹر تھے سب سے بڑے مخالف سمجھے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ within party اپنے گروپ میں بھی وہ غلام مصطفیٰ اکھر کے مخالف سمجھے جاتے ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کو لاہور کی کسی پبلک میٹنگ میں غذا انخواستہ نقصان پہنچایا جائے گا اور اس کا تمام بوجھ پنجاب کی گورنمنٹ پر پڑے گا.....

جناب چیمبرین : وہ سارا واقعہ صحیح ہے جو آپ کے.....

جناب محمد طارق چوہدری: یہ باتیں تھیں جو میں نے وہاں پر کیں۔ اجلاس جاری تھا اور یہ اس ایوان کے ملحقہ اسی پارلیمنٹ بلڈنگ کے ایک احاطے میں میں نے یہ باتیں کیں اس کے جواب میں ہمارے سیکرٹری داخلہ نے آپ (چیرمین) کو ایک خط لکھا اور اس خط کے حوالے سے ہمارے سینٹ سیکرٹریٹ نے مجھے ایک نوٹ بھیجا۔ اب اس نوٹ سے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کہنا کیا چاہ رہے ہیں اس نوٹ کو حوالہ بنا کر میں نے اپنے سیکرٹریٹ کو ایک خط لکھا کہ آپ مجھے وہ چیز فراہم کریں جس کے حوالے سے یہ ایک ادھوراسا خط موصول ہوا ہے میں اس سے کچھ بھی نہیں سمجھ سکا تو اس طرح میں نے اس کی official copy لی جو سیکرٹریٹ تھی اور وہ خط آپ کے نام تھا اور اس خط میں میں اس کا تھوڑا سا حصہ پڑھتا ہوں۔ یہ اُس کا پہلا پیرا ہے کہ،

"Senator Tariq Chaudhary addressed a press conference in the Parliamentary Building on 4th January, 1990. He alleged that the present government had planned to kill Maulana Tahir-ul-Qadri but did not implemented the plan as according to him it was leaked out. He also alleged that the government had prepared another plan under the supervision of Mr. Mustafa Khar to kill one of the Ministers of the Federal Government from Lahore in the public meeting there."

تو اس کے آخر میں پھر وہ تیسرا پیرا گراف ہے،

"The above matter is brought to the notice of the Chairman Senate for appropriate action".

یہ وہ جملہ ہے جس پر مجھے خاص طور پر اعتراض ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا.....

جناب چیرمین: نہیں۔ action کا تعلق پیرا گراف دو سے ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں evidence فراہم کی جائے.....

جناب محمد طارق چوہدری: جی ہاں، انہوں نے یہ کہا کہ ہمیں evidence فراہم کی جائے تاکہ ہم مناسب کارروائی کر سکیں۔ اور آخر میں انہوں نے آپ

سے یہ بات کہی ہے۔

اب جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ کیا Secretary Interior پارلیمنٹ کا تابع ہے، آیا وہ سمارا کنٹرو ل ہے، آیا وہ ہمارے نظام کو چلانے والا ہے، آیا وہ ہمیں advice کرنے والا ہے، اور ہمیں بتانے والا ہے کہ ہم کس طرح کام کریں اور کس طرح نہ کریں، یہ کریں اور وہ نہ کریں۔

(۲) کیا وہ چیئرمین سینٹ کو advice کرنا چاہتا ہے، متوجہ کرنا چاہتا ہے، حکم دینا چاہتا ہے، کیا کرنا چاہتا ہے کہ وہ چیئرمین سینٹ کو یہ کہے کہ آپ کا ایک سینیٹر کے ساتھ، ایک ممبر کے ساتھ، یہ رویہ سونا چاہے اور اس طرح سے آپ کو ان کے ساتھ behave کرنا چاہے۔ وہ کہنا کیا چاہتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خط بدنیتی پر مبنی ہے، یہ آئین میں دیئے ہوئے میرے اظہار رائے کی آزادی کے بنیادی حق پر قدغن لگانے کی کوشش ہے اور یہ خط پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے میرے اس حق کی نفی کرتا ہے کہ میں کوئی ایسا معاملہ جو میرے نوٹس میں آئے، جو پبلک کی اہمیت کا ہو، اس کے اوپر میں اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق act کروں تاکہ اس کے نقصانات کو میں کم کر سکوں یہ خط دراصل سیاسی عمائدین کی طرف سے ایک bureaucrat کو استعمال کرنے کی کوشش ہے اور وہ bureaucrat آپ کے حوالے سے مجھے ایک تحریری دھکی دے رہا ہے، آپ کے ذریعہ سے۔

یہ وہ تین بنیادی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے میں اس مسئلہ کو اس ایران میں لاتا ہوں اور میں نے اسی ضمن میں اپنے دوست سینیٹر پروفیسر خورشید صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ وہ اس سلسلے میں میری مدد کریں legal اور دوسرے معاملات میں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ ان کو بھی اس سلسلے میں موقع دیں گے۔

جناب چیئرمین! ضرورت پیش آئی تو پھر ایسا ہو گا۔ پہلے میں وزیر صاحب کو سن لوں۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Let me just submit straightaway Mr. Chairman, that what is admitted is (1) that very grave and serious allegations were made against the Federal Government and since the Federal Government is not an inanimate, inorganic thing, it is composed of individuals. These allegation were made against individuals. It was in these allegations alleged that these individuals were planning a heinous and grave crime, the crime of murder. Now, this is admitted that the allegations were made. I thought the learned Senator might have put a caveat or some demurel on that he has not. The allegations were not only of just plain, simple murder but a murder with a design to create a grave and serious law and order situation in the country jeopardizing governance itself. This Mr. Chairman, was not and I submit was not a matter that the government could let passed particularly when it came from a Member of this august House. So, the matter had to be noticed. A serious view had to be taken of it. It is not an ordinary citizen saying that X and Y are planning and conspiring to murder. It is a Member of this august House, the apex of the parliamentary democracy. Why should we not take it seriously and what do we seek? We seek, please give us the evidence. Of course, we deny, of course we say that the allegations were false, they were not just figments of imagination of the learned Senator, I will say they were creation, they were fabrication. I was not, I say with great respect Mr. Chairman, according to us, and I say this with great respect, it was the view of the government and we did not want to put that into effect. So, we felt Mr. Chairman, that these statements had to be taken serious note of and they were false and fabricated but we had to take a serious note of that.

The second point I want to make is that there is no breach of privilege. A Senator making a statement on the floor of the House if he is warned, I don't see it a warning. I will come to the letter itself, I do not see it a warning but I go by the Senator's interpretation of the letter. There is no warning, it is to you Mr. Chairman in your discretion, in your wisdom to take necessary action. You are the custodian of the privileges and the rights of the House. No grave offence has been done in bringing it to the notice, this is what the Senator has said, this is our opinion. If he gives the evidence fine, otherwise Mr. Chairman, you may obtain the evidence from him and pass it on to us, we will take action and you may take the necessary action but what is the scope of his privilege Mr. Chairman. The scope of privilege as stated at page 177 of Kaul is that:

"Privileges of Parliament are granted to Members in order that they may be able to perform their duties in Parliament without let or hinderance. They apply to individual Members only in so far they are necessary in order that the House may freely perform its functions. They do not discharge the Members from the obligations to society which apply to him as such and perhaps more closely in that capacity as they apply to other subjects. Privileges of parliament do not place a Member of Parliament on a footing different from that of an ordinary citizen in the matter of the application of laws unless there are good and sufficient reasons in the interest of Parliament itself to do so."

Now, the statement Mr. Chairman, was admittedly not made on the floor of the House. I extend it further, supposing a defamatory statement, a libelous statement is made not on the floor of the House, not in the cafeteria, it is made outside on Minar-e-Pakistan Jalsa or in a press conference in Shezan in Lahore, is this House bound to protect that Senator? Is this House or the Chairman bound to protect that learned honourable Member, for all individual acts that he may do outside, for crimes he may commit outside, for illegal conduct, for defamatory libelous statement? Is membership of the Senate a licence like that, that a licence to kill, a licence to do a crime, a licence to take law into your own hands, a licence to incite? **This statement was an incitement Mr. Chairman.** Is it a licence, I submit, not? It is an onerous responsibility and the Senators must carry it with dignity and they do. I am not implying that they don't, they do but they must always remember whether they are in the cafeteria, whether they are outside in public meetings wherever they are, they must look and speak like Senators. There is the responsibility.

This statement Mr. Chairman, with great respect to my learned friend and I say he is a friend, we are on the best of terms with each other but this particular statement if I may be critical of that Mr. Chairman, was not that which I would expect of him. It is an incitement. He has no evidence, if he has any evidence, I stand here Mr. Chairman, I want and I request him through you Mr. Chairman, to provide me as an Interior Minister; the evidence of the allegations that he has levelled against the Government of Pakistan and I assure him, action will be taken if he gives me material,

[Mr. Aitzaz Ahsan]

substantive, relevant evidence on that issue and there is no question of breach of privilege.

So, with respect Mr. Chairman, I submit that rather than the learned Senator being offended, it is I and the Government of Pakistan and the members of the Government of Pakistan who he has tried to malign, who have been caused offended. Now, finally Mr. Chairman, what the letter has done is to bring to your notice and it is left to the wisdom of the Chairman.

Mr. Chairman: No. what can the Chair do? Supposing it takes the facts as they are, he has made a statement, he has made certain allegations which you say are not correct, what action is expected from the Chairman in these matters?

Mr. Hasan A. Shaikh: Would you Sir, allow me to interrupt for a minute. This letter should have gone from the Minister to the Chairman, not from the Secretary to the Chairman, this is also insulting.

Mr. Chairman: That is a separate thing. As Chairman of the Senate what action is expected of me in the matter of this nature.

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, I would expect with great respect that in case he had evidence and was reluctant to give us because that could be the case, it has happened where he might feel a little embarrassed, it is a serious allegation, Two Ministers would be killed, it is the Government of Pakistan regardless of whether I am the Minister, somebody else is the Minister, he had not even named the Ministers. It could have been that three Ministers from Lahore, it could have been any but regardless it is an attack. He states that he has evidence and would not make a statement otherwise such a specific evidence, such a specific statement; evidence that two Ministers or two members of the Federal Government are to be murdered for ulterior motive. Now we could expect you Mr. Chairman to use your good offices Mr. Chairman, not a rapping on the knuckles, but your good offices and I may say with great respect if supposing Mr. Chairman, in your wisdom you decide to rap me on the knuckles either in the House or in your Chamber call me and give me a brushing down that would not be a breach of my privilege. That would be in the course of

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب اسی میں کوئی ایسی لمبی بات نہیں ہے۔
اس پر شروع کر دیا تو پھر کچھ نہیں ہوگا۔

There is so much business to be gone through. So where we can cut down the time which is spent on these matters I would like to do it.

طارق صاحب: اگر آپ مزید کچھ کہنا چاہیں تو

I would give you the opportunity.

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ جناب چیئرمین۔
جناب چیئرمین: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی threat نہیں، کوئی کچھ نہیں کیا،
تران حالات میں۔

Would you like to press this matter?

جناب محمد طارق چوہدری: ابھی تو بات ختم ہی نہیں ہوئی۔
جناب چیئرمین: فرمائیں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی جناب شاہ صاحب
پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Abbas Shah: Privilege is breached either by the government or by the member. If the statement is wrong the member has breached the privilege. A serious charge has been levelled. I think it should be given to the Privileges Committee.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب اس میں یہ ہے کہ،

this statement was made in the press conference and not in the House and there are view points.

خبر اس کو میں legally دیکھوں گا۔

I just want to know if Tariq Chaudhary wants to say something further on it.

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج بہت اچھی debate اور بڑی دیر کے بعد بڑا خوب صورت انداز سینٹ میں اس طرف سے سننے کو ملا ہے۔ مل دی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اللہ۔ یعنی کمرت بھی ان کے جو میں نوٹس میں لارہا ہوں اور evidence بھی میں ان کو دے دوں۔ یہ بڑی دلچسپ صورت حال ہے۔ تیسری چیز یہ کہ میں نے جناب آپ سے کوئی protection طلب نہیں کی۔ میں نے اس ایران سے کوئی protection طلب نہیں کی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح کے معاملات میرے اور ان کے درمیان براہ راست وہی حل ہوں اس ایران میں نہیں۔ میں نے یہ بات ایران میں نہیں کہی تھی۔ لیکن انہوں نے سینٹ سیکرٹریٹ کو درمیان میں ڈالا اور میں نے بطور سینیٹر ان سے کوئی تحفظ طلب نہیں کیا۔ میں تو جناب اپنے جوتے کی نوک پر بھی نہیں لکھتا اس طرح کی protection کو۔ میں نے یہ طلب نہیں کی تھی۔ یہ براہ راست مجھ سے مخاطب ہوتے براہ راست اس مسئلے کو عدالت میں لے جاتے، تھانے میں لے جاتے، جہاں چاہتے لے جاتے لیکن ایک تھانہ سیکرٹریٹ کے حجرے ذریعے جو یہ خط چیرمین سینٹ کو لکھوا رہے ہیں۔
خواجہ طارق رحیم: جناب یہ الفاظ، جوتے کی نوک پر

We are trying to create an atmosphere of some sort of congeniality.

میرے خیال میں جوتے کی نوک والے الفاظ نہ ہوں تو اچھی بات ہے۔

جناب چیرمین: وہ protection کی بات کی ہے انہوں نے۔

جناب محمد طارق چوہدری: میں نے protection کی بات کی ہے کسی آدمی کی نہیں۔ تو جناب میں نے تو درمیان میں کسی کو نہیں ڈالا۔ درمیان میں سینٹ اور میرا privilege، بطور ممبر کے اس لئے آیا کہ انہوں نے خود سیکرٹریٹ کو اور آپ کو درمیان میں ڈالا۔

جناب چیرمین: آپ کے راستے میں بحیثیت سینیٹر فرائض منصبی کی ادائیگی میں اس چیز سے کیا رکاوٹ آئی ہے۔

[Mr. Chairman]

Mr. Chairman: What impediment has been created in your way - in your functioning as a Senator?

جناب محمد طارق چوہدری: دیکھئے چیئرمین صاحب، رکادٹ صرف یہی نہیں ہوتی کہ میں جب کمرے میں داخل ہونے لگوں تو یہ مجھے پیچھے سے ٹانگ سے پکڑ کر پھینچ لیں۔ یہ بجائے خود میرے راستے میں ایک رکادٹ ہے کہ میں ممبر کی حیثیت سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں، جو میں اظہار کرتا ہوں یہ اس پر ایک طریقے سے مجھے دھکی دے رہے ہیں۔ اظہار خفگی کر رہے ہیں۔ آپ کو انہوں نے درمیان میں کیوں ڈالا۔ سینٹ کو درمیان میں کیوں ڈالا۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب، آپ کا ایک استحقاق ہے جو آئین اور رولز آپ کو دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ایوان کے اندر آپ جو بھی کہیں آپ کے راستے میں کوئی رکادٹ نہیں ہوتی یہ بات آپ نے ایوان سے باہر پریس کانفرنس میں کہی ہے اور ایوان سے باہر جو بات کہی جائے اس میں پارلیمنٹ کے ممبر میں اور ایک عام شہری کے حقوق میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

جناب محمد طارق چوہدری: ٹھیک ہے، میں تو اس بات کو مان رہا ہوں اور میں اس پر تو کوئی تحفظ بھی طلب نہیں کر رہا میں سینٹ کو درمیان میں بھی نہیں لا رہا سوال یہ ہے کہ سینٹ کے سیکرٹریٹ کو اور آپ کو تو درمیان میں انہوں نے ڈالا اور اس طریقے سے مجھے ایک ممبر تسلیم کیا اور ممبر کی حیثیت سے میرے خلاف آپ کو action لینے کے لئے کہا یہی وہ نکتہ ہے، یہی وہ point ہے جہاں سے میں بھی سینٹ کو درمیان میں لا رہا ہوں ورنہ آپ اس چیز کو سینٹ کے اور ایوان کے باہر ہی چھوڑ دیتے تو مجھے کیا اعتراض تھا، باقی جناب آپ کے ہاتھ میں ہے جس طرح آپ چاہیں گے اس طرح کرے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، I will reserve my ruling.

پرونیسٹر رشید احمد: جناب میں ایک بات اس پر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیرمین: پروفیسر صاحب اس پر پھر لمبی بات ہو جائے گی اب وقت بہت کم ہے معاملہ بڑا صاف ہے۔

I will reserve ruling and then if I need some guidance, I will seek it from the Members.

کیوں کہ اس میں اگر بحث لمبی ہو گئی تو

There are four other privilege motions

پروفیسر خورشید احمد: اگر سیکریٹری اس طریقے سے چیرمین کو interfere کرے اور ان معاملات کے بارے میں کرے کہ جو ایک سینٹر in the precincts of the Parliament کہتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بات سنیں اگر آپ چاہتے ہیں تو درنہ آپ کی مرضی ہے۔
جناب چیرمین: مختصر اچھر بات کریں کیوں کہ اصل بات یہی آرہی ہے کہ

No 1, It is said outside the House. تو

پروفیسر خورشید احمد: میں بہت اختصار سے بات کروں گا اور میرے پاس references کافی ہیں وہ میں آپ کو دے دوں گا صرف اس وقت یہ عرض کر دیتا ہوں کہ نکات کیا ہیں۔

جناب چیرمین: جی آپ references الگ دے دیں اور points ابھی بتا دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ یہ خط private document نہیں ہے یہ ایک public document ہو جاتا ہے جب ایک شخص (سیکریٹری) نے آپ کو لکھا آپ نے اس کے بعد سینٹر کو communicate کیا اس نے respond کیا تمام سٹاف اس میں involve ہوا تو یہ اب ایک ایسی چیز ہے جس کا آپ کو نوٹس لینا پڑے گا اس کے تین پیرا گراف ہیں اس میں پہلے پیرا گراف میں انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے یہ اور یہ بات کہی لیکن دوسرے پیرا گراف میں کہتے ہیں کہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

"The allegations levelled by the Senator are baseless and are meant to augment further the posture taken by IJI with the PPP in terms of disinformation and its vilification campaign while normal opposition is understandable but it is not in the country's interest to propagate fabricated material which tends to become instigative in nature.

Moreover, the use of the precincts of an august House is also not considered to be in accordance with the healthy traditions and conventions for using the House."

اور تیسرا پیرا گراف کہتا ہے۔

That the above matter is brought to the notice of the Chairman, Senate, for appropriate action.

اب یہ مسئلہ محض ایک فرد کا نہیں ہے بلکہ اس میں کہیں نہیں لکھا گیا ہے کہ information دو۔ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ کیا کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے انہوں نے دراصل ایک political stance لیا ہے آئی جے آئی کے مقابلے میں اپنے آپ کو پی پی پی کا identify کیا ہے اور پی پی پی کے Public Relations Officer یا Propaganda Secretary کی حیثیت سے انہوں نے یہ خط لکھا ہے چیئر مین سینٹ کو ایک سینیٹر کے بارے میں اور یہ کہتے ہوئے کہ to take appropriate action اب قانونی بات تو نہیں پاپ کے پاس.....

جناب چیئر مین: آپ ایک چیز یاد رکھیں کہ

It may be objectionable, but the question is of breach of privilege. It may be highly objectionable.

پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے جی میں اس کے اوپر آتا ہوں جیسا کہ آپ

نے کہا ہے سب سے پہلی بات جناب چیئر مین یہ ہے کہ freedom of expression in the Parliament کے معنی صرف یہ نہیں ہیں کہ ہاؤس کے اندر کوئی

بات کہی جائے freedom of expression کی تعبیر اس سے وسیع ہے اس کے
 معنی یہ ہیں کہ ہاؤس میں ایک سینئر یا پارلیمنٹ کا ممبر اپنے وظائف کو
 انجام دیتے ہوئے جو کام بھی کرے..... اور میں آپ کی توجہ مبذول کرواؤں
 definition پر precincts of the House کیا ہیں یہ بہت اہم نکتہ ہے اسے
 آپ نظر انداز نہیں کر سکتے definitions

Mr. Chairman: No. No. But the Constitution does not talk of precincts
 of the House The Constitution says, "in the House".

پروفیسر خورشید احمد: میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے معنی کیا ہیں۔

Mr. Chairman: Precincts, I know.

پروفیسر خورشید احمد: House کے معنی یہ ہیں۔

Mr. Chairman: Precincts I agree with you. ٹھیک ہے

Prof. Khurshid Ahmed: Precincts means, include the chamber, lobbies,
 galleries and such other places which are a part of the Parliament building.

جناب چیرمین: پروفیسر صاحب precincts کی بات تو نہیں ہو رہی

The question is, what the Constitution says, "privilege has been
 conferred on statements made in the House not in the precincts."

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں
 Supreme Court of India کی judgement دوں گا جس میں یہ بات کہی گئی ہے
 کہ originally انگلستان میں صرف proceedings تک اس کو محدود رکھا جاتا ہے
 لیکن اس کے بعد اسے وسیع کیا گیا اور پاکستان کے Constitution میں
 اور انڈیا کے Constitution میں Proceedings of the Parliament نہیں ہیں
 in the Parliament

in the Parliament includes, all actions taken in the House or raising of
 questions, giving of notices, consulting private conversations in the premises
 of the Parliament.

[Prof. Khurshid Ahmed]

وہ سب اس میں شامل ہیں۔

provided it is related to performing your functions as a Member of the Parliament.

لفظ performance ہے proceedings of the Parliament نہیں ہیں اور اس پر انڈیا کی سپریم کورٹ کی judgement موجود ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ this has to be interpreted widely. تو میں بڑے اہم نکات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے stranger of Parliament جو ہے وہ پارلیمنٹ کے معاملات میں intervene نہیں کر سکتا Secretary Interior جو ہے اس حیثیت سے پارلیمنٹ کی حد تک ایک stranger ہے اور stranger کی حیثیت سے اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آپ کو خط لکھے اسی لئے یہ اصول ہے کہ جب بھی کوئی ایسا معاملہ آتا ہے تو منسٹر کرتا ہے مثال کے طور پر میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا یہ shrother کی کتاب میں ایک مثال نہیں ملتی ہے کہ جہاں پر اس قسم کا ایک مسئلہ آیا تھا کہ ایک ممبر نے ایسی بات کہی کہ جس پر criminal چیز کی جا سکتی تھی تو اس کے بارے میں جو committee of Privileges راجیہ بھائی ہے اس کی رونگ یہ ہے۔

"If in a case a member states something on the floor of the House which may be directly relevant to criminal investigation and is in the opinion of the investigating authorities of vital importance to them as positive evidence, the investigating authorities may make a report to the Minister of Home Affairs accordingly, and if the Minister is satisfied that the matter requires seeking the assistance of the member concerned, he would request the member through the Chairman to meet him. If the member agrees to give the required information, the Home Minister will use it in a manner which will not conflict with any Parliamentary right of the member. If, however, the member refuses to respond to the Home Minister and requests the matter should be allowed to rest there."

تو جناب والا! اگر سیکریٹری داخلہ کی بجائے وزیر داخلہ صاحب لکھتے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا اس لئے کہ اسے پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے یہ حق ہے کہ وہ اس مسئلے کو ~~case~~ کرے خواہ privately کرے یا otherwise کرے لیکن سیکریٹری داخلہ کا اس کے اندر آنا جو stranger ہے اس framework کے اندر یہ ایک بہت اہم legal violation ہوا ہے اور یہ اب privilege طارق صاحب کا ہی نہیں بلکہ اس ہاؤس کا اور چیئرمین سینٹ کا بھی ہوا ہے چیئرمین سینٹ کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے کہ سیکریٹری داخلہ کا یہ مقام نہیں ہے کہ وہ ایک سینیٹر کے معاملے میں آپ سے کہیں کہ اس کا کام صرف اتنا ہے کہ you take an appropriate action

He should report to the Minister and then Minister as Member of the Parliament, can chat with you, can raise the issue.

تو یہ دوسرا violation ہوا ہے۔
تیسری بات جناب والا! یہ ہے کہ میری نگاہ میں اس میں intimidation اور threat بھی ہے اس خط کو آپ غور سے پڑھئے یہ خط غصے اور threat سے بھرا پڑا ہے اس کے اندر متعلقہ سینیٹر کو کیا جارہا ہے سینیٹر کا یہ حق ہے میں facts of the case پر نہیں جانتا ہوں اگر میں سمجھتا ہوں کہ کوئی قومی خطرہ ہے اگر میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بد معاملگی ہونے والی ہے تو پھر براہ راز نہیں ہے کہ میں قوم کو اس سے آگاہ کروں اور اگر ایک سیکریٹری داخلہ زبان اختیار کرتا ہے تو یہ دراصل پارلیمنٹ کے ممبرز کے اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں intervene کرنا اور obstruct کرنا ہے اور intimidation, threat یہ ساری کی ساری چیزیں جو ہیں privilege of the member and the Parliament کے خلاف ہیں یعنی ان میں ہر ایک کے لئے میرے پاس دس بار بارہ reference موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ مجھے دے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: اچھا جی۔ تو یہ ان backgrounds کے اوپر مبنی ہیں اس لئے میں آپ سے عرض کروں گا کہ پارلیمنٹ کے معنی صرف proceedings of the House نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی وہ تمام چیزیں ہیں جو ancillary ہوں اور اس کے لئے سپریم کورٹ آف انڈیا کا فیصلہ موجود ہے اور انگلش پوزیشن میں اور پاکستان اور بھارت کی پوزیشن میں یہی فرق ہے کہ وہاں پر جو tradition تھی اور پھر جس کو لکھا گیا اس میں Proceedings کا لفظ تھا لیکن ہمارے آئین میں لفظ proceedings نہیں ہے بلکہ لفظ Parliament ہے جو cover کرتا ہے ان تمام چیزوں کو بھی۔

جناب چیئرمین: لفظ Parliament ہے لیکن precincts of Parliament

میں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: پارلیمنٹ کی definition کے لئے ہے دستور میں ہر بات لکھی نہیں جاتی لیکن جب پارلیمنٹ کا لفظ آگیا تو اس کے معانی یہ ہیں۔۔۔۔۔ اور میں آپ کو اس بات کی مثال دوں گا کہ ڈاکٹر مصدق جس وقت ایران میں معاملات سمجھتے ہیں تو ایک مہینے تک precincts of Parliament میں رہا ہے اور وہاں اس نے ساری پریس کانفرنسیں کی ہیں سارے اعلانات لئے ہیں ایسی بات نہیں ہے۔ پارلیمنٹ کی precincts کا ایک اہمیت ہے۔ پارلیمنٹ کے cafeteria میں اگر انہوں نے یہ کام کیا ہے تو اس کی یہ اہمیت نہیں ہے جو یہ باہر اسلام آباد ہوٹل میں کرتے ہیں تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے نازک نکات کو آپ کے سامنے رکھنا پڑے گا اور اس سے بغیر آپ نے کوئی رائے قائم کی تو شاید آپ حق ادا نہ کر سکیں اس بارے میں اس لئے کہ آئندہ آپ کو اس بارے میں کو protect کرنا ہے bureaucrats سے بھی اور دوسرے افراد سے بھی۔ پارلیمنٹ کے ممبروں کا حق ہے کہ ہم سے بات کریں لیکن یہ طریقہ کہ آپ سیکریٹری داخلہ کو استعمال کریں اور directly، چیئرمین سینٹ کو لکھے ایک سینیٹر کے بارے میں اس کام

کے بارے میں جو کہ precincts of the Parliament کے اندر ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے اور میں خالص قانونی اور دستوری اعتبار سے بات کر رہا ہوں اخلاقی اعتبار سے بات کر رہا ہوں contents of the case پر مجھے کچھ نہیں کہنا اس کے بارے میں طارق صاحب نے اپنی بات کہہ دی ہے اور وہ کافی ہے۔

Mr. Chairman: I shall reserve ruling on this matter

جناب اعتراز احسن: میں جناب چیئرمین صاحب

جناب چیئرمین: آپ بھی لکھ کر دے دیں۔ اور بھی مزید references

I will reserve ruling - مجھے بھیج دیں۔

جناب اعتراز احسن: اگر دو گزارشات کر لینے دیں مختصراً۔ کیونکہ ایک تو یہ آرٹیکل ۶۶ کے متعلق ہے اگر جناب پڑھ لیں اور اس میں پروفیسر صاحب کو بھی واضح ہو گا کہ پارلیمنٹ کے معنی کیا ہیں۔ کیونکہ اس میں بالکل واضح ہے۔

"Subject to the Constitution and to the Rules of Procedure of Majlis-e-Shoora (Parliament) there shall be freedom of speech..."

Now, the freedom of speech in Majlis-e-Shoora (Parliament)

اب اس کے معنی کیا ہیں مجلس شوریٰ یا پارلیمنٹ کے آگے explain ہو جائے گا۔

"...and no Member shall be liable to any proceedings in any court in respects of anything said or any vote given by him..."

Now, 'note and said' are implicity within the Parliament, within the House

"...said or any vote given by him in Majlis-e-Shoora (Parliament) and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of Majlis-e-Shoora (Parliament) of any report, paper votes or proceedings."

[Mr. Aitzaz Ahsan]

Now, they all relate to the House not to the precincts of Parliament.

Secondly, Mr. Chairman, what the learned Senator is completely confusing and normally he clears the confusion I am surprised, between the right of freedom of speech generally and the privilege of a parliamentarian to freedom of speech. They are two different things. The right of a citizen to freedom of speech is there, it is more controlled, it is more circumscribed than the privilege of freedom of speech of a Member in the House. You cannot extend this outside the House. You can't merely because I am a member of a House, my privileges will not go beyond that where the law allows me to go. This right of freedom of expression is different from the privilege of freedom of expression. The privilege of freedom of expression under Article 66 apply to the speech made inside the House not in the precincts of the Parliament.

Third and last Mr. Chairman, the Secretary, supposing that it was not the Secretary, supposing it is a citizen of Pakistan, supposing it is a member, he brings this to your notice. The passages that Prof. Sahib have read do not relate to this. They apply where there is an investigation. Home Minister may do this, Home Minister may do this, Home Minister may do that. This is not that case, this is a case supposing a concerned citizen to write you, this libellous statement has been made by a Senator outside the House or this crime have been committed, I go to the point, this crime has been committed by a Member of your August House outside the House, Chairman Sahib, please take necessary action. Now, you in your own wisdom have taken the necessary action of informing the Senator. You Mr. Chairman, in your own wisdom and I say rightly so. But, would the Senator say then Mr. Chairman, that you are in breach of his privilege. I cannot countenance that, I cannot think of that but would he say because the Secretary has only written to you for an appropriate action. You, in your wisdom thought it and rightly I bow before that of bringing it to the notice of the learned member and then as Prof. Sahib says, it came to the notice of your staff, of the Stenographer, of somebody enter in you office. These people are considered a part, a corporate part of the personality of the Chairman because they

RE: LETTER TO A SENATOR THROUGH SENATE WRITTEN BY THE INTERIOR DIVISION

are aides to the Chairman and they will in any case come to know. My Private Secretary will get to know things which are at times totally confidential because he has to deal with them and it is assumed that he will, So that causes no great concern but you Mr. Chariman, have decided and rightly to bring to his notice please this is what has been written, either given evidence or what ever and a citizen could have wraitten it in the terms of privilege X and Y and Z are not different

Lastly, Mr. Chairaman, I just want to say with great respect that the whole issue is being confused on a personal basis. We have no personal animosity with anybody or with the IJI, the opposition etc. like this but these were grave and serious allegations Mr. Chairman, If I made them against you just imagine that the Chairman Senate is conniving and is conspiring to kill a person, it's a very serious allegation. Does all responsibility vest in the government and no responsibility to vest in the Senators. Are parliamentarians absolved from responsibility? Can they act as irresponsible people and then come and take the shelter of the privilege of the House where privilege does not apply? I would, with great respect submit Mr. Chairman, you have acted wisely, you have acted with discretion and you also thought that there was no breach of privilege, it has been brought to the notice of the Senator. If he brings, my offer is still there, it is not as if he is bringing it to my notice; he says that I was going to be a victim. So, I would like to know the conspiracy. He says, he has named me and Jehangir Badar as the possible victims. I say please give me the evidence, I assure you I will ensure action against the person against whom Mr. Tariq Chaudhary gives me credible and cogent evidence. I ensure him but if he doesn't have evidence, he should have the moral courage Mr. Chairman, as a member of this August House as the highest House in the democratic set up of this country to get up and say I made a false statement, I had no evidence Mr. Aitzaz Ahsan, although you are going to be shot in this conspiracy I am sorry brother, I made that allegation. I do not have the evidence to give you to show the hand of your prospective killers to you. I expect that of him Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you.

[Mr. Chairman]

ایک منٹ، بشیر صاحب -

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, there was hardly any need for rhetoric in this case. It is a very simple case. As the honorable Minister has himself said, when the matter has occurred outside the Parliament, how, then does it involve the Chairman of the Senate, Sir? If a thing happens in a far away place or anywhere outside Parliament, then the matter should be considered on its own merits. The Chairman of the Senate is not a Policeman under the authority of the Interior Secretary. How then does the Chairman of the Senate come into this whole **affairs?** To my mind Sir, the breach of privilege has been committed not by what you communicated to Senator Tariq Chaudhry but by what the Secretary has written to you. In the first place there was no basis for the Secretary to involve you in this affair because every citizen of Pakistan is answerable for his own deeds and that is exactly what Mr. Tariq Chaudhry has stated. He says that if they had asked him if they had questioned him in his capacity as a citizen, then he would not have objected; but when they brought in the Chairman of the Senate, it became the matter, it is obvious, Sir, that when you write to a Senator, it exerts a lot of pressure on him and he is naturally subjected to pressure, and that is precisely what the Secretary meant when he wrote to

you. Secondly to my mind, the breach of privilege of the whole Senate occurred when the Interior Secretary took it upon himself to so address you. Why should the Interior Secretary write to you in such a manner? I did n't previously know the contents of the letter just read out in the House. That is not the manner in which an Interior Secretary should address the Chairman of the Senate. That it is not the Interior Secretary's level. You see, when the Chairman of the Senate is to be so addressed, he should be addressed by somebody who is somewhat of his level. When the Interior Minister himself was available, then what was holding him from at least addressing this letter under his own signature? He could and should have signed it instead of the Interior Secretary. Sir, to involve the Senate Chairman in a matter which lies outside the Senate is unfair. It means to involve the Senate, in some way, in an impossible situation and confront it with confusion on even dispute. After all, Sir, what action can you take **frankly** in this matter. You can take any action Sir. If there is an act outside the House which is against the law then a magisterate or a policeman will take action. But if it is a matter pertaining to the house of

the Senate, then the Interior Secretary is nobody to write to you. It is obvious that just to confuse the matter and to exert a pressure on Senator Tariq Chaudhry, they have addressed this letter to you and this is precisely why the Senator has brought it before the House.

Sir, if a letter which contains a warning or a stricture is sent to me by an outside authority through you, I will be under pressure. This obvious, because you are the Chairman of the Senate and I hold you in great regard. but if Somebody else addresses me directly, then I will not be under any undue pressure. So, I think a breach of the privilege of the Senate has been committed by addressing a letter of this type to you, Sir. That is my submission.

جناب چیئرمین: چونہری صاحب finally آپ کیا کہتے ہیں۔
 جناب محمد طارق چونہری: جناب چیئرمین صاحب مختصری بات ہے،
 حضرت اکبر الہ آبادی نے فرمایا تھا کہ،

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
 مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
 وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
 پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے
 جناب والا! مسئلہ تو صرف اتنا ہے کہ اب جو وزیر داخلہ صاحب نے اتنا
 زور لگا لگا کر خوب صورت تقریر فرمائی ہے تو یہ اس وقت کیوں چلین سے لگے
 بیٹھے تھے اور ایک تھانیدار کو ہمارے سامنے کیوں کیا۔ بات صرف یہ ہے کہ
 یہ ہمارے سامنے براہ راست آئیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں، ہمارا اعتراض
 تو اس بات پر ہے کہ یہ ایک سرکاری افسر کی پناہ لیتے ہیں، اس کے پیچھے
 چھپتے ہیں، ایک بات تو یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ قانون دان ہیں اور موصوف بھی قانون دان
 ہیں، آپ دونوں عجب سے بہتر جانتے ہیں کہ لار کا ایک اصول ہے کہ جو کچھ آپ
 نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، یعنی عینی شاہد نے، ہر کتاب ہے کہ وہ کسی وجہ سے

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

غلط ہو، وہ صحیح نہ دیکھ سکا ہو لیکن اگر واقعات کا تسلسل مل جائے تو وہ ناقابل تردید شہادت ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اس وقت ”شہادت“ پر بحث نہیں ہو رہی ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے سنائی ٹائم دے دیں جتنا وزیر صاحب نے لیا ہے تو میں واقعات کی کڑیاں اس طرح ملا دوں گا کہ آپ کو اس سے پتہ چل جائے گا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ کہا ہے۔ چیئرمین صاحب! یہاں بیٹھ کر تقریر کی حد تک یہ سب کچھ کہہ کر چلے جاتے ہیں، اس سے پہلے بھی صاحب یہاں پر فرما چکے ہیں کہ ہم یہاں ججز کا ایک کمیشن بناتے ہیں اور corruption ہمارے سامنے لائیں، میں پوچھتا ہوں کہ وہ کمیشن کہاں ہے۔ اس طرح جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں زور بازو سے یا زور بیان سے مت نہیں بنے گی۔ اگر مجھے پندرہ منٹ کے لئے اجازت دیں تو میں ساری میل آپ کے سامنے بیان کئے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات صحیح ہے کہ تسلسل سے باتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ شہادت direct بھی ہو سکتی ہے اور indirect بھی ہو سکتی ہے جو بھی ہو، مگر اس کا تعلق اس ہاؤس سے نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب محمد طارق چوہدری: میں نے نہ صرف ان کی باتوں کا جواب دیا، باقی جو کچھ میں نے کہنا تھا، وہ کہہ دیا ہے، اس پر پروفیسر خورشید صاحب وضاحت کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، میں اس پر اپنی رزلٹنگ reserve رکھتا ہوں اور اس پر references وغیرہ جو ہیں، وہ آپ مجھے دے دیں۔ یہ! اخوندزادہ صاحب! آپ اپنی privilege motion پڑھ لیں۔

ii) RE: NON SUMMONING OF SESSION OF THE N.A TO ELECT A PRIME
MINISTER AS REQUIRED BY THE CONSTITUTION

Akhunzada Behrawar Saeed: We should like to move the following
vilege motion:-

"We seek the leave of the House to move that the privilege of the Senate and its members has been violated by the non-observance of the mandatory provisions of the Constitution contained in Article 912) read with Article 130(2) and other relevant articles of the Constitution, which became operative on 21st March, 1990, specifically providing that only such Member of the National Assembly, who commands the confidence of the majority of the Members of the National Assembly, as ascertained in a session of the National Assembly summoned for the said purpose, can be the Prime Minister of Pakistan. As the Prime Minister of the country is also the leader of the House of the Senate, the non-observance of these constitutional provisions clearly constitutes a breach of the privilege of this House.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب، آپ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں یا اپنے
موشن پڑھیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ اگر آپ کہیں تو پڑھ
دوں، مگر الفاظ ایک ہی ہیں، جوائنٹ موشن ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضرورت نہیں، جوائنٹ موشن ہے، جبار
اعتراز احسن

Is it being opposed?

Mr. Aitzaz Ahsan: Opposed Sir.

Mr. Chairman: It is being opposed.

جناب انورزادہ صاحب: بتائیں، کہ کس طرح privilege motion بنتا ہے۔

[Khunzada Behravar Saeed]

اخترزادہ بہرہ درسعید: جناب چیئرمین! اٹھتے، بیٹھتے، کھاتے، پیتے، بیٹتے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم اس ملک میں جمہوری اصولوں کی پاسبانی کرتے ہیں اور کریں گے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم آئین کے تقدس کو بر حالت میں قائم رکھیں گے اس کو بحال رکھیں گے اور اس کے تقدس کو پامال کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ یہاں اس ملک میں ایک بڑی لمبی جدوجہد کے بعد ایک جمہوری حکومت معرض وجود میں آئی ہے اور اس جمہوری حکومت کو آگے چلانے کے لئے اور اس کو مستقل صورت دینے کے لئے ہم اس ملک میں آئین اور قانون کی حکمرانی نافذ کریں گے۔ یہ دعویٰ ان کے بڑے بڑے، یا جو اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں ا کرتے تھکتے نہیں ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تو ان کا قول ہے، یہ تو ان لوگوں کی گفتار ہے، مگر جب ان کے کردار پر آتے ہیں تو کردار ندارد، میں یہ عرض کروں گا کہ جمہوریت کا تقاضا یہی ہے، اگر جمہوریت کے دعویٰ میں سچے ہیں کہ وہ جمہوریت کے متعلق جو کہتے ہیں اس پر خود عمل کر کے دکھاتے ہیں اور اگر وہ اس پر عمل کر کے دکھانے کے لئے تیار نہیں ہیں، یا اس پر عمل کرنے سے اہل نہیں ہیں تو کم از کم وہ ایسا دعویٰ نہ کریں جو کہ کئے جا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت ہے، میں تو کہتا ہوں کہ نہیں.....

جناب چیئرمین: خاں صاحب، آپ اس کی admissibility پر بات

کریں.....

اخترزادہ بہرہ درسعید: جی میں admissibility پر آتا ہوں.....

جناب چیئرمین: تقریر کا موقع تو بعد میں بھی مل جائے گا۔

اخترزادہ بہرہ درسعید: جناب والا! میں اس کو link کرتا ہوں۔

جناب چیئرسن: آپ آرٹیکل ۹۱ پر آئیں۔

اخترزادہ بہرہ درسعید: جی میں، ۹۱ پر آتا ہوں، بات جمہوریت سے شروع

کرتے ہیں۔ آخر یہ Constitution جو ہے یہ ایک جمہوری Constitution ہے۔ اس کی ترجمانی بھی جمہوری طریقے سے ہی کی جائے گی جمہوری طریقے سے ہی اس کے جو articles ہیں، ان پر عمل کیا جانا چاہیے۔

پہلے تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہم جو جمہوری طریقوں پر چلنے کے دعوے کر رہے ہیں، ان پر قائم نہیں۔ اس کے بعد میں دوسرے پہلو پر آتا ہوں کہ یہ تو کہتے ہیں کہ یہاں جمہوریت ہے، لیکن میں اس کے بارے میں ایک شعر میں آتا کہوں گا کہ

صنم سنتے ہیں تیرے بھی کر ہے

کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

یہ کہاں ہے، کس دفتر میں ہے، کس حوتلی میں ہے، کس کے دفتر میں ہے، یہ تو ہم نے کہیں نہیں دیکھی، اسے چاہیے کہ وہ ہمیں دکھائیں۔ یہ ان کے لئے ایک ٹیسٹ ہے، اس کا ایک پہلو اخلاقی بھی ہے، جو بھی یہ جمہوریت کے دعوے کرتے ہیں، ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ان ممالک کی طرح، جن کی طرف اشارے کرتے ہیں، ان کی طرح، یہاں ان کا بھی اخلاقی فرض ہے کہ وہ بھی جمہوریت پر عمل کر کے دکھائیں۔ جمہوریت پر عمل نہ کرنے کے لئے کوئی بہانہ نہ تلاش کیا جائے، کسی technicality کا سہارا نہ لیا جائے۔ اگر کوئی دعویٰ ہے اور یہاں واقعی جمہوریت ہے، اور ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ان کو اتنی طاقت حاصل ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ان آئینی حوالوں پر عمل نہیں کر رہے ہیں جن کی طرف میں آپ کی ترجمہ بند دل کراؤں گا۔ جناب آئین ۱۹۷۳ء کا، جن حالات میں مرتب کیا گیا تھا جس صورت میں، اس کو تشکیل کر دیا گیا تھا، ان حالات میں میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ ایک بڑی لمبی داستان ہے۔ میں اتنا کہوں گا کہ جب ۱۹۷۳ء کا یہ آئین تیار کر دیا گیا اور اس کے تیار ہونے کے بعد پرنسپل ڈنٹ کا عہدہ چھوڑ کر وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا گیا۔ پھر جس طریقے سے آئین کو سات چوٹیں لگائیں۔

جناب چیئرمین: بھی ہسٹری میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وقت کی

کمی بات ہے۔

Akhunzada Behrawar Saeed: I have to develop the case, Sir.

جناب چیرمین: آپ سیدھا آئیں نا۔ آرٹیکل ۹۱ کیا کہتا ہے۔

اخونزادہ بہرہ درسمید: میں اسی پر آ رہا ہوں جناب۔ تو جناب! اس میں اگر سات چوتیس ملتی ہیں یا سات تریس کی جاتی ہیں اور اس پر بڑے فخر سے کہتے ہیں، یہ تو جمہوری حکومت نے کی ہیں۔ آٹھویں ترمیم بھی اگر ہو گئی تو کوئی آسمان نہیں گرا۔ ہم نے ان کو دعوت دی ہے۔ پھر ہم اس سیٹج پر ان کو دعوت دیتے ہیں۔ آئیے بیٹھتے ہیں آٹھوں کی آٹھ ترمیم پر بحث کرتے ہیں۔ dialogue کرتے ہیں۔ ایک وزیر صاحب بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہیں کہ جناب ہم ان کو بٹھاتے بیٹھ جاد، تو وہ نہیں بیٹھتے، ہم کہتے کہ dialogue کرو، کہتے ہیں نہیں۔ عجیب سا انٹرویو دیتے ہیں، میں جناب عرض کر رہا ہوں۔ پھر اگر اس پر بحث کریں اور اگر نہیں تیار تو پھر بارش ہو گئی، کیا کرسی فصیلیں خراب ہو گئیں آٹھویں ترمیم ہے۔ ایسی باتوں سے درگزر کرنا چاہیے۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ڈیڑھ سال کافی ہے۔ میں جناب عرض کر رہا تھا یہی کہ یہ جمہوری اصول ہے۔ ان کے جمہوری دعوؤں کا تقاضا ہے ان کا اخلاقی فرض ہے کہ ان جمہوری دعوؤں کے پیش نظر اس آئین میں جو کچھ درج ہے اس پر عمل کریں۔ کسی ایسی چیز کی آڑ نہ لیں جسے وہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ جناب ۱۹۷۷ء کا آئین۔ آرٹیکل ۹۱۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس آرٹیکل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروں مجھے اجازت دیں کہ میں عرض کروں کہ جو ترمیم کی گئی تھی یا کی گئی ہے اس میں ایک مسئلہ بالکل عیاں ہے جس میں کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے کہ الیکشن کے بعد صدر پاکستان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نیشنل اسمبلی میں ایسے شخص کو نامزد کرے، میں اس لفظ پر زور دیتا ہوں جو کہ ان کی opinion میں ہاؤس میں majority مانڈ کر سکتا ہوں۔ ایسے شخص کو nominate کرے اور پھر یہ nomination جاری

رہتی ہے۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں ہر بہرہ وہی الفاظ نہیں ہیں لیکن میں پڑھ
ہی لیتا ہوں اس آرٹیکل کو۔ آئین کا آرٹیکل 91 ہے۔

I read, Sir, Article 91. It says:

"91. (1) There shall be a Cabinet of Ministers, with the Prime Minister at its head, to aid and advise the President in the exercise of his functions".

اس کی طرف میں نے جناب کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی
ہے۔

"91. (2) The President shall in his discretion appoint from amongst the members of the National Assembly a Prime Minister who, in his opinion, is most likely to command the confidence of the majority of the members of the National Assembly".

Then, I am laying stress on Article 2-A of the same Article 91 which says:

"91. 2-A Notwithstanding any thing contained in clause (2), after the twentieth day of March, one thousand nine hundred and ninety, the President shall invite the Members of the National Assembly to be the Prime Minister who commands the confidence of the majority of the members of the National Assembly, as ascertained in a session of the Assembly summoned for the purpose in accordance with the provisions of the Constitution".

So, Sir, three things are required. Till 20th of March, 1990, the nominee will continue but after 20th March, what will be the position. The President has to summon the Assembly and naturally the Assembly is to be summoned on the advice of the Prime Minister and here is one of my point for the privilege that this advice has not so far been given but rather deliberately with-held.

Sir, I repeat, it lays stress on, "a person who commands the confidence

[Khunzada Behravar Saeed]

of the majority of the members of the National Assembly". So, on the 20th March the National Assembly is to be summoned, then a person has to project himself that he commands the Majority of the National Assembly in a session specially summoned for this purpose and he (the President) should ascertain that this 'a' or 'b' has got the majority. This opportunity has not been provided. This Article, Sir, has not been acted upon and this is what, Sir, I say.

کہ ہم تو گفتار کے غازی ہیں کردار کے غازی ہونے سے ہم گریز کرتے ہیں۔
جمہوریت کے تو ہم نعرے لگاتے ہیں اخلاق ایسا نہیں ہے کہ اس جمہوریت
پر جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں عمل کرتے دکھائیں اور عمل کے لئے یہی آرٹیکل
۹۱ (A۲) ہے اور جناب آرٹیکل ۹۱- (A۲) ایسا آرٹیکل ہے جس میں
Legislature کا یہ intention ہے کہ جو ۲۰ تاریخ گزر جائے اس کے بعد
پریذیڈنٹ کو advise کیا جائے کہ وہ اسمبلی summon کرے۔

And the Assembly is to be specially summoned for what purpose. That is, to ascertain as to who commands the majority and to be then the Prime Minister. Here the nomination period is over and election period starts.

Now, Sir, to further strengthen my arguments, Sir, I will take you straightaway to Article 130 of the Constitution and I will read it with your permission. This is in regard to provincial matters. It says:

"130. (1). There shall be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister at its head, to aid and advise the Governor in the exercise of his functions".

(2) The Governor shall appoint from amongst the..."

Note the word, it is 'appoint', Sir, not 'nominate'. It continues:

"...amongst the members of the Provincial Assembly a Chief Minister who, in his opinion, is likely to command the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly".

Now, Sir, the most important is Article 130 (2A) and the proviso that follows. It says:

"130 (2A). Notwithstanding any thing contained clause (2) after the twentieth day of March, one thousand nine hundred and eighty-eight..."

It is not 1990. For the Provincial Assembly it is 1988. The article continues:

"... The Governor shall invite the member of the Provincial Assembly to be the Chief Minister who commands the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly, as ascertained in a session of the Assembly summoned for the purpose in accordance with the provisions of the Constitution."

It is the same, Sir.

The terminology is almost the same, identical. This reads with Sub-Article (2A) of Article 130 of the Constitution. And now Sir, the pivotal point is Sir, the proviso:

"Provided that nothing contained in this clause shall apply to a Chief Minister holding office on the twentieth day of March, one thousand nine hundred and eighty-eight,....."

Very specific, Sir. The Governor will not touch or this Article will not come into play in the case of the Governor if the Chief Minister happens to be there as Chief Minister on 20th March, 1988.

"....., the Governor shall invite the member of the Provincial Assembly to be the Chief Minister who commands the confidence of the majority of the members of the Provincial Assembly, as ascertained in a session....."

، proviso ،

[Khunzada Behravar Saeed]

"Provided that nothing contained in this clause shall apply to a Chief Minister....."

Sir, this is very important, this is very critical proviso but having far reaching effect:

"Provided that nothing contained in this clause shall apply to a Chief Minister holding office on the twentieth day of March, one thousand nine hundred and eighty-eight, in accordance with the provisions of the Constitution."

The distinction between this Article or this proviso Sir, or this Article (2A) of Article 130 and Article 91 sub-article (2A) is Sir, that when nominated or appointed Chief Minister continues in his office till 20th March, 1988 he will be allowed to carry on. But this provision has not been given or provided to Article 91(2A).

جناب! اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے بشرطیکہ کوئی واقعی جمہوریت پسند ہو کوئی واقعی آئین کے تقدس کو بحال رکھنے کا خواہاں ہو آرزو مند ہو اور کسی میں یہ اخلاقی جرات بھی ہو کہ ہاں آئین کا تقاضا ہے اور یہ نہ بھی ہو تو وہ یہ کہے کہ چوں کہ یہ مشکوک بات ہے حالانکہ یہاں مشکوک بات نہیں ہے۔

But granted Sir, for the sake of argument that there is some doubt or the case lies on border, fifty fifty, here even in that situation, the present Prime Minister should have advised the President to summon the National Assembly and ascertain, (specially summoned) the verdict of the people by a secret ballot which nobody is prepared at present to face.

تو جناب والا! اب میں اس پر کہ یہ distinction ہوتے ہوئے ۲۱ کے بعد جو دستور حال ہے ہمارے وزیر اہ کرام نے تو کب کے استعفیٰ دے دیئے ہیں اور جمہوری اصولوں کے مطابق اخلاقی اصولوں کے مطابق، ان کے دعویٰ کے مطابق وہ منتر ختم ہیں وزیر اعظم رہ گئی، وزیر اعظم ۲۰ مارچ کے بعد de jure Prime Minister نہیں ہے وہ defacto ضرور ہے۔

She is clinging to the office without having any legal force, constitutional force from the Constitution.

اب جناب! میرا یا اس ہاؤس کا جو استحقاق مجروح ہوا ہے وہ یہ ہے جناب کہ ہمارے سینٹ کے رولز میں صفحہ نمبر ۲ پر ہے -

"Leader of the House means the Prime Minister or a member appointed by him to represent government and regulate government business in the Senate when the Prime Minister is not sitting in the House;"

A Prime Minister, the present on or future or any may be happens to be the Leader of this august House, Sir, according to the rules, And since the Constitutional obligations have not been observed, if I am permitted, with dignity and honesty then Sir, the existing Prime Minister ceases to be a legal entity. And if that be so, I have no Leader of the House here sitting. Now the Chair is occupied by my friend Khan Bahadur Khan but he is Khan Bahadur Khan, not the Prime Minister.

جناب! اس کرسی پر وہ یہاں نہیں ہے اس کرسی پر یہاں پر لیڈر آف دی ہاؤس کی ضرورت ہے اور قانون کی نظر سے آئین کی نظر سے لیڈر آف دی ہاؤس ختم ہو چکی ہے اور جب تک لیڈر آف دی ہاؤس نہ ہو تو وہ ضروریات پروری نہیں ہوتی جو کہ آئین کے تقاضے ہیں اور رولز کے تقاضے ہیں جمہوریت کے تقاضے ہیں اور پھر اگر اس سے آگے بڑھوں تو اخلاق کے بھی تقاضے ہیں نہ وہ نامزد ہیں نامزدگی بھی ختم ہو گئی ہے خود بھی وہ ختم ہے تو جناب یہ میرا حق ہے اس سینٹ کا حق ہے کہ یہاں پر،

Legally under the Constitution existing person to be a Prime Minister should be here as Leader of this House.

یا اس کے نامزد ہوں اس ضرورت میں چوں کہ نہیں ہے تو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس ایران کا یہ حق کہ یہاں پر لیڈر آف دی ہاؤس ہو جو کہ خان بہادر نہیں وہ جو باقاعدہ منتخب کیا جائے وہ یہاں پر وہ elect نہیں ہو سکا اس کا

[Khunzada Behravar Saeed]

ایکشن نہیں ہوا ہے وہ ایک بڑی المناک داستان ہے آپ کہیں گے خاموش رہیں میں خاموش رہا ہوں جناب اس صورت میں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس مسئلے کو اس ہاؤس میں بحث کے لئے اجازت دیں تاکہ اس پر ادراہم جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو آرام نہیں ہو سکتیں سوائے اس کے

As my friend Basheer has put it as rhetorics.

اگر rhetorics ہے تو پھر،

There is plenty of it and I have some to say, I can be a rhetoric.

جناب چیئرمین: نہیں یہ تو خالصتاً قانونی مسئلہ ہے۔

اخترزادہ بہرہ در سعید: قانونی مسئلہ تو ہوا ناں جناب، میں نے تو اخلاقی بھی کہا، جمہوری بھی کہا میں نے قانونی بھی کہا اور میں یہ آپ کے نوٹس میں بیٹے آیا کہ چونکہ لیڈر آف دی ہاؤس نہیں ہے تو،

This House is not complete, Sir. The breach is there and we should have the pleasure that the House should discuss it or refer it to the Privileges Committee. To the House I request that the present incumbent should be directed if rules allow, Sir, to advise the President to summon the National Assembly specially for this purpose and ascertain as to who commands the majority and when such person is invited he becomes the Prime Minister, he will come to this Chair and then this House will be complete, otherwise not, Sir. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Ahmad.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میرے بھائی محترم اخترزادہ بہرہ در سعید صاحب نے اس مسئلے کے سیاسی اور ایک حد تک قانونی پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی ہے میں اپنے دلائل کو بہت ہی اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے رکھوں گا میری نگاہ میں سب سے پہلا نکتہ یہ clear ہونا چاہیے کہ آپ خود اس معاملے میں رد لنک دے چکے ہیں اور اس کے اوپر بڑی evidences

بھی موجود ہیں کہ گودستور کی تعمیر کا کام عدالتوں کا ہے لیکن جہاں تک دستور کی تعمیر کے آن پہلوؤں کا تعلق ہے جن کا کہ تعلق اس ایوان کی کارکردگی سے ہے یہ اختیار جیسٹریٹس سینٹ اور اس ایوان کا بھی ہے کہ وہ دستور کی تعمیر اس حد تک کرتے دوسرا نکتہ جناب والا! میں آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ ملک کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وزیر اعظم ہو اور اگر کسی وقت ملک میں وزیر اعظم نہیں ہے تو فی الحقیقت وہ ملک ایک political vacuum میں ہے۔ گورنمنٹ، لیگل گورنمنٹ constitutional گورنمنٹ کا معنی پرائم منسٹر اور پرائم منسٹر کی کابینہ ہے اس سلسلے میں میں اشارۃً پرائم منسٹر کورٹ کا وہ فیصلہ یاد دلاؤں گا جس میں کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی۔

"The reference to the provision of the Constitution made above shows that the office of the Prime Minister is necessary at all times for running the affairs of the country and that he should have been appointed to have a caretaker cabinet."

تفصیلات میں میں نہیں جاتا آپ کے سامنے تمام حالات تھے جن میں پرائم منسٹر نے یہ چیز کہی کہ پرائم منسٹر کا ہونا ضروری ہے اور پرائم منسٹر کے معنی

Prime Minister under the Constitution اور Prime Minister under the

Constitution تین طریقے سے ہو سکتا ہے ایک Caretaker Prime Minister جس کا اختیار صدر کو ہے کہ اگر یہ عہدہ خالی ہو جائے تو وہ کیئر ٹیکر پرائم منسٹر بنائے اس وقت کوئی ایسا اقدام نہیں کیا گیا دوسری شکل یہ ہے کہ آرٹیکل 91 کے تحت (1) اور (2-A) ان دونوں میں سے کسی نہ کسی کے تحت وزیر اعظم کا تقرر ہونا ہے اور میں آپ کی ترجمہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ دستور میں دستور کے الفاظ اور پھر اس کے نیچے intent of legislator ان دو کا ذکر آتا ہے یہ بات بہت clear ہے کہ دستور کے الفاظ ابھی پڑھ کر سنائے گئے

ہیں میں ان کو دوبارہ نہیں پڑھتا ہوں لیکن صدر کے لئے یہ obligatory ہے کہ وہ 20 مارچ 1990ء کے بعد پرائم منسٹر کے تقرر کے لئے وہ mandatory

[Prof. Khurshid Ahmed]

راستہ اختیار کرے جو دستور نے ۹۱ (۲) میں مہیا کیا ہے۔ صورت حال یہ بن گئی ہے اور میری نگاہ میں یہ بات بڑی ضروری ہے دستور کے اس پہلو کو debate کرنے کے لئے کہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء ایک cut off point اسی طریقے سے جس طرح ۲۰ مارچ ۱۹۸۸ء ایک cut off point تھا چیف منسٹر کے لئے پراونشل نظام کے لئے۔ یہاں تاریخوں کی بڑی اہمیت ہے قانونی اعتبار سے بھی اور سیاسی اعتبار سے بھی چونکہ ۱۳۰ میں ایک provision موجود ہے کہ sitting Chief Minister کو دوبارہ appoint کرنے اور اس کی قیادت کو ascertain کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے اسے protection ملے گی لیکن legislators نے deliberately وہ پروویشن ۹۱ میں نہیں ڈالی اس کے معنی یہ ہیں کہ ۹۱ کی تو ایک ہی تعبیر ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء تک اس کا clause-2 اور ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کے بعد ٹوٹا پلائی کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں آرٹیکل ۹۱ کی سب آرٹیکل (۲) ۲۰ مارچ کو redundant ہو گئی۔ اور چونکہ کوئی ایسی provision دستور میں موجود نہیں ہے کہ ان articles کے تحت جسے نامزد کیا گیا تھا وہ indefinitely continue کر سکتا ہے اس لئے اس کی حیثیت ایک cut of point کی ہے۔

جناب والا! یہاں میں ایک سیاسی دلیل دوں گا تھوڑی دیر کے لئے آپ یہ سوچئے کہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کا واقعہ نہیں ہوا۔ تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی assume کر لیجئے کہ ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کا واقعہ بھی نہیں ہوا پچھلی اسمبلی چل رہی ہے اور وہ اسمبلی اپنی مدت پانچ سال پوری کرتی ہے فروری ۱۹۹۰ء میں دوبارہ انتخابات ہوتے ہیں مارچ میں اسمبلی کو کال کیا جاتا ہے اور ۱۹ مارچ ۱۹۹۰ء کو جنرل محمد ضیاء الحق ایکس کو نامزد کرتے ہیں کہ میں آپ کو پرائم منسٹر بناتا ہوں اور وہ اسی دن vote of confidence لے لیتا ہے کیا اس کی بنیاد پر یہ شخص اگلے پانچ سال پرائم منسٹر رہ سکتا ہے۔ دستور کا intent یہ نہیں تھا۔ دستور کا intent یہ تھا کہ آٹھویں دستوری ترمیم کے ذریعے

جو ترمیم کی گئیں تھیں پارلیمنٹ کے اختیارات کو کہ وہ اپنا لیڈر خود منتخب کرے
بجال کیا جائے اور اس پر cut off point تھا کہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو یہ حق
اسمبلی کو چلا جائے گا اور آرٹیکل ۹۱ (۲) میں صدر کو نامزدگی کا اختیار دیا گیا
ہے وہ redundant ہو جائے گا اور یہ بات کہ اس تاریخ سے پہلے کسی کو
نامزد کیا گیا ہے اسے جاری رہنے کا اختیار نہیں ہوگا اس لئے کہ جاری رہنے
کا اختیار explicit provision کے تحت تو ہو سکتا ہے جیسا کہ چیف جسٹس نے
لئے کیا گیا لیکن چونکہ یہاں وہ provision موجود نہیں ہے اس لئے یہ
Cutt off point نے یہاں the essential ہے اس حد تک
sovereignty of the legislature کو بجال کرنے کے لئے اور اس بنا پر میں نے
جو مثال دی اگر اس مثال پر آپ غور فرمائیں تو آپ دیکھیں گے اس طرح
در اصل اس بات کا امکان تھا کہ جو دستوری ترمیم کی گئی ہے اور ۲۰ مارچ
کو جو اختیارات صدر سے واپس لئے گئے ہیں ایک دن پہلے وہ ایک شخص
کو نامزد جو اسمبلی سے Vote of confidence بھی لے لے اس کے بعد آئندہ
پانچ سال تک وزیر اعظم رہ سکتا ہے۔

جناب والا میری نگاہ میں دستور کے الفاظ بہت Clear ہیں اس
وقت ملک میں ایک constitutional vacuum ہے اور موجودہ حکومت غالباً
اپنے آپ کو اس پوزیشن میں نہیں پاتی کہ وہ دستور کے ان تقاضوں کو پورا
کرے۔ یہی وجہ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ ۲۲ مارچ کو fanfare مہانی دی
کے کمرے بھی لگے یہاں اعلان کیا گیا کہ vote of confidence لیا جا رہا ہے
حالانکہ میری نگاہ میں vote of confidence اس کا substitute نہیں ہے
Vote of confidence آئے گا ascertainment کے بعد اگر اس کے بعد پھر
صدر مطالبہ کرے تو vote of confidence لے سکتے ہیں یا ۶۰ دن کے اندر
اندر vote of confidence لیا جائے گا لیکن ایک مرتبہ اسمبلی کا اجلاس
اس مقصد کے لئے منع کیا جانا کہ وہ اپنا لیڈر منتخب کرے اور پھر اس لیڈر
کو invite کیا جائے کہ وہ oath لے اور پھر کیبنٹ بنے یہ ہے دراصل

[Prof. Khurshid Ahmed]

آرٹیکل 91 کے پورے sequence کو deny کیا گیا ہے اور اس دن میں بھی بہت کچھ کہا گیا لیکن معلوم ہوا کہ پارٹی کے صرف سو افراد اور کچھ دوسرے افراد ہاؤس میں موجود تھے اس نے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ گورنمنٹ کو سپورٹ حاصل نہیں ہے وہ ascertain نہیں کرنا چاہتی اور اس طرح ملک میں ایک constitutional vacuum ہے جو سینٹ کو بھی متاثر کر رہا ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کی بنا پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا privilege مجروح ہوا ہے اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس کے ادھر غور فرمائیے اور ملک کو اس constitutional vacuum سے نکالنے میں رہنمائی کریں، مدد دیں تاکہ ایک ایسی حکومت وجود میں آ سکے جسے نیشنل اسمبلی کا اعتماد حاصل ہو اور پھر ملک میں کوئی decisive کام کر سکے اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسا کہ فی الحقیقت کوئی حکومت نہیں ہے اور یہ critical situation ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ادا قاضی صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: میں صرف اپنی گزارش کروں گا کہ قانونی طور پر اس دفعہ کی تشریح میں اختلاف ضرور ہے لیکن یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اس ملک کی ایک بہت بڑی آبادی اس کے حق میں ہے کہ آج ہم وزیر اعظم کے بغیر ہیں لہذا یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوا تو چاہیے کہ وزیر اعظم لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے دوبارہ اپنے آپ کو منتخب کرائے۔

جناب چیئرمین: جی جناب اعتراف صاحب۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chariman, there are obviously two issues and Qazi Sahib by his interjection ~~really~~ focussed on the division and demarcation between the two issues. One issue is the legal constitutional issue, the other issue is the wish and desire of so many people, including the members of this House that we should undertake a path which we rightly or wrongly but I will submit rightly do not consider as a constitutional requirement and therefore, we do not feel ourselves called upon despite the wishes of a substantial number of people which certainly do not according

to our view constitute the majority that wish that we should go that way.

Mr. Chairman, the crux of my argument is going to be and I will establish it from the Constitution itself. The crux of the argument is going to be that 20th March, 1990 is a date which has only one relevance and the relevance of the date is that from that day the mode of the election of the Prime Minister will change. It has no effect on the sitting incumbent. The reason being or of the analogy being I just draw yours and the House's attention to a fact that came to my knowledge as a lawyer. Certain Professors of surgery have been appointed without reference to the Public Service Commission and that law was changed from a given day and a reference to the Public Service Commission was made mandatory, this did not imply that those appointed prior to that were now to be referred to the Public Service Commission. Those appointments made prior to the change of procedure were valid and would continue and continue to this day. I can name the Professors. They continue to this date but as for any subsequent appointment or any subsequent filling of the vacancy, the procedure has now changed with the Professors of Surgery as also with the Prime Minister of Pakistan. The position, Mr. Chairman, is this that the National Assembly of Pakistan is, under Article 52 of the Constitution, elected for a period of five years.

Article 52 says:

"The National Assembly shall, unless sooner dissolved continue for a term of five years from the day of its first meeting and shall stand dissolved at the expiration of its term".

Now, Mr. Chairman, the National Assembly met for the first time on December 1, 1988. The term of the Prime Minister barring certain contingencies which I will enumerate is co-terminous with the term of the National Assembly, barring certain contingencies if, for instance, the Prime Minister who was nominated first on the 30th of November, took oath on the second of December, was elected. If I may say so because she obtained the vote of confidence on the 12th of December, 1988. If the Prime Minister continues without facing a successful vote of no confidence, she continues without resigning, she continues alive and the

[Mr. Aitzaz Ahsan]

Assembly is not dissolved.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Why are you involving so much? Why don't you say that the Prime Minister will continue in office so long as she has the majority of the Members on her side. I don't think that it would be right to say that the Prime Minister has any term. The Prime Minister may continue for five years, two years, one year. If the majority supports the Prime Minister, the Prime Minister will continue.

Mr. Aitzaz Ahsan: Indeed, Why I am taking it beyond 22nd of March, assuming none of these other contingency is happening and majority is remaining with her. Her term will continue and be co-terminous with the term of the National Assembly. ~~twi~~ the Assembly stands dissolved she then automatically becomes non-Prime Minister, unless she is asked to continue by the President for the interim period. The possibility, if I may put it in other way, the longest possible term under the Constitution stretches that the Prime Minister can have, is co-terminous with the term of the National Assembly, if I may put it that way.

Now, the Assembly was elected for 5 years and the Prime Minister was elected on December 12, 1988. We come to Clause (2) & (3) of Article 91. The appointment and election of the Prime Minister in December 1988 took place in accordance with Clause (2) which say:

"The President shall in his discretion appoint from amongst the members of the National Assembly a Prime Minister who, in his opinion, is most likely to command the confidence of the majority of the members of the National Assembly".

And the President of Pakistan in his discretion thought that he was of

the opinion that Mohtarma Benazir Bhutto would command that majority and he appointed her on the 1st of December, or 30th of November and she subsequently under clause (3) got a vote of confidence from the National Assembly on December 12.

Now, comes the clause on which so much stress has been laid

"Notwithstanding anything contained in clause (2), after the twentieth day of March one thousand nine hundred ninety, ...".

And Mr. Chairman, my emphasis at this moment, before I go ahead is on the word 'after'. You may be pleased to note, it is not 'on'. It is not 'on or before' the twentieth of March, it is 'after'. 'After' could be a year after, two years after. That is why it relates to a vacancy as and when it occurs. It is not immediately after, it is not as soon as, may be after. It is after the 20th of March 1990 and after the 20th of March could be 1992, as well.

"Notwithstanding anything contained in clause (2), after the twentieth of March one thousand nine hundred ninety, the President shall invite the member of the National Assembly to be the Prime Minister who commands the confidence of the majority of the members of the National Assembly, as ascertained in the session of the Assembly summoned for the purpose in accordance with the provisions of the Constitution".

The President is going to invite a member, not the Prime Minister, the President has other powers to seek of the Prime Minister a vote of confidence, to seek of the Prime Minister that she displayed, that she still continues to enjoy the vote of the majority and that is sub-article (5). The President, if he wants, can seek and ask the Prime Minister under clause (5), "I suspect you do not enjoy the confidence of the majority" and he can do it at any time "You show a majority on the floor of the House," this is not that case. Here, Mr. Chairman, "the President shall invite a member." How can the President invite a member when there is sitting Prime Minister? The clause would be an absurdity as interpreted by them and the clause does not say that the President shall invite the Prime Minister. There is the Prime Minister on the 20th of March. The Prime Minister was appointed and elected and the mode of election of Prime Minister for future Prime

[Mr. Aitzaz Ahsan]

Ministers has changed The Constitution, would have said, the President shall invite, shall ask the prime Minister to seek a vote of confidence, clause (2A) does not say so.

(2-A) "Notwithstanding anything contained in clause (2), after the twentieth day on March one thousand nine hundred ninety, the President shall..", direct the Prime Minister to seek a vote. No, it does not say so. "The President shall invite the member of the National Assembly". So, this applies when there is no Prime Minister and a Prime Minister has to be chosen and that member, we will go on clause (3) which further places and clarifies that, Mr. Chairman, because unfortunately, whenever I have been confronted with this argument, Mr. Chairman, as today as well persons and proponents of the arguments spelt out by Senators Mr. Behrawar Saeed and Prof. Khurshid Ahmed do not go on to clause (3) and (5). They come to (2A) and they stop and then think that the Constitution can be taken in pieces and they run to 130 and they go clapping around and saying, there is no Prime Minister.

Mr. Chairman, with great respect clause (3) elaborates the situation, identifies the situation.

Article 91(3)

"The person appointed under clause (2), or as the case may, be invited under clause 2(a)..." ... covering both.

"... shall, before entering upon office, make before the President an oath in the form as set out in the Third Schedule..."

Before entering upon office Mr. Chairman, I repeat before entering upon office it implies a vacancy in the office, it implies that from a given date, not after, not some time in the future as and when but on a particular date, had the clause been on the 20th of March they could have said yes the 20th of March there is a vacancy. It says that after the 20th of March, there is no vacancy. When will the vacancy occur? Will the vacancy occur the 20th of March? No, it says after. Will it occur in April? Will it occur in June? Will it occur in 1991? Will it occur in 1992? There is no specification and when the vacancy occurs then the Member sitting, he is not Prime Minister, shall enter upon office and before entering upon office,

will take oath. So, all this applies to people and persons and Members of the National Assembly who are not the Prime Minister of Pakistan and not being the Prime Minister of Pakistan they will take oath before entering office and this will happen after the 20th of March or some day when there is a vacancy.

Now, we, have to see what are the various forms in which there can be a vacancy. As I said the various forms under the Constitution, the Prime Minister may by writing under his hand addressed to the President **resign his office**, (ii) the Prime Minister may be voted out and may lose the confidence of the majority; (iii) the life of the Prime Minister may, if there is an accident, come to an end or he is dead (iv) the Assembly is dissolved. There is no other mode or possibility of a vacancy occurring in the office of **Prime Minister and when the vacancy occurs, I accept, I convey, then the mode of election to the office of Prime Minister as and when a vacancy occurs will be different, will be the one which is given in clause (2A) and not the one given in clause (2).** Now, I would normally, Mr. Chairman, not go to **Article 130. But, of course I am not shunning it, I am sure it is clearly not applicable.** The reason why I would normally not go to Article 130 is that I would refer to Article 130 only if, and **you are better conversant with the laws of interpretation Mr. Chairman, than I am, there were an ambiguity in Article 91. Article 91 has no ambiguity, it can stand on its feet interpreted within its four corners and it provides the complete and total unambiguous, unequivocal answer.** But, the learned Senator chooses to go to Article 130. I must bring to their notice and for their satisfaction **the important distinction, the proviso in clause (2A) to Article 130 would be applicable or would be relevant to the interpretation of Article 91(a) if two things had happened (i) Article 91 and Article 130 were pari passu, were absolutely of the same language, were exactly applicable to the same event at the same point of time and secondly Article 91 were ambiguous on both counts, we cannot refer to Article 130 but I must because my learned friends have confronted me with Article 130 and particularly because it is mentioned in the motion itself otherwise I would have expected better wisdom from them Mr. Chairman, and I would not have expected them and particularly Prof. Khurshid Sahib to be referring to something that is irrelevant because normally that has not been his predilection in so far as I have had the benefit of seeing him argue and present cases in this August House. Clause (2A) of Article 130 Mr. Chairman, applies what is material, the crux of Article 91 and 130 are dependant upon two dates, the essence,**

[Mr. Aitzaz Ahsan]

the fundamental norm and the veray fundamental essence of these two clauses are the dates. But further dates, the clauses would have been necessary, and this was said, but for the dates this entire amendment would not have been necessary. Of course, I can see the amendment, article of the 8th Amendment, these are parts of the 8th Amendment. The 8th Amendment is all mumbo jumbo. But, I am not responsible for it. The learned Senators have to bear a greater responsibility for the mumbo jumbo, jumbled up 8th Amendment which at times does not make sense and one has to try to make sense from it. Here is more mumbo jumbo but of this jumbo Mr. Chairman, the critical portion, the critical thing, the raison d'être of these two clauses are the dates. The date in Article 91(a) is 20th of March, 1990. Had the Assembly of 1985 continued the Constitution makers...and now I will not permit them to arrogate upto themselves as the Constitution makers and then interpret their language and that you know Sir, is not the way. Now, this language is public document, whatever they may have intended, we have to go by what the language says. If the word written is 'shall not' they cannot say we meant 'shall', they cannot. So, I will not abdicate my own right to interpret this Consitution. Probaby, with all humility I say, I submit with great efficiency and with a greater aptitude that they can employ, I will not abdicate my right.

Now what are the mythical proverbial Constitution makers, although it is mixed up asa to what was in theair minds but we must read from the language and not from their present statements; from the language Mr. Chairman, what they have said is, on 20th of March, 1990 the procedure for electing the Prime Minsiter will change because Mr. Chairman, on the 20th of March, 1990, as they interpreted it then the term of that Assembly which created this hybrid Constitution was coming to a close on 20th of March, 1990, there would have been a vacancy in the office of Prime Minister, if that Assembly had continued, I am assuming that If that Assembly for 5 years had continued, Mr. Chairman, under Article 52, on the expiry of that date, from the first meeting, its first meeting was 20th of March, 1985. It met first on the 20th of March, 1985, its term would, in any case, have expired on the 20th of March 1990, there would have been a vacancy, there would have been no Prime Minister elected although, there could have been an interim Prime Minister for the time being. I am not referring to an interim Prime Minister. There would have been no Prime Minister and Mr. Chairman, that vacancy would have been filled-up by the new process. This power for

the period of General Zia-ul-Haq tenure was kept to him because the tenure of Gen. Ziaul H^{qd} was also prescribed in the Constitution.

Mr. Chairman: Article 224 says:

"A general election to the National Assembly Provincial Assembly shall be held within a period of sixty days immediately preceding the day on which the term of the Assembly is due to expire."

Mr. Aitzaz Ahsan: It has been held Sir.

Mr. Chairman: Assuming that, as Prof. Sahib said, that Assembly of 1985 had continued, the election to the Assembly could have been held 60 days before i.e. on, assuming that the start of 20th March, it would have been held on the 20th of February, 20th of January. So, any time between 20th of January.

Mr. Aitzaz Ahsan: Let us say 28th of February.

Mr. Chairman: So, election could be held on the let us say 21st of January and the new Prime Minister would have been sworn in let us say, on the 25th of January.

Mr. Aitzaz Ahsan: The submission is that this is what my learned friend was also trying to point out that the power was reserved according to that interpretation taking that, Mr. Chairman, and adopting that with humility, it goes to point another factor which we have taken into mind. This is an unprecedented constitutional document which mentions the term by name....

Mr. Chairman: نہیں اس پر نہ جاسی restrict yourself to the problem.

Mr. Aitzaz Ahsan: Why I am saying this. The explanation is that then by using Article 224, Mr. Chairman, assuming everybody had gone, that is the assumption. I do not know whether I am going to die tonight. I expect I will live till the age of 90. But now assuming everything had gone right, then this power of nomination would not have been exercised and that was the

[Mr. Aitzaz Ahsan]

intention of the document as a whole, as construed now, of late Gen. Ziaul Haq to nominate, have his nominee again for another term.

Mr. Chairman: So, you agree that a Prime Minister could have been nominated on the 19th of March, 1990, and he would have continued for 5 years more.

Mr. Aitzaz Ahsan: Yes Sir. That would happen. If he continues to enjoy the majority, he has the majority, you can't do anything about the support of the majority.

Mr. Chairman: No, his argument was that the Prime Minister nominated on the 19th of March, under this Constitution, if the things have not changed on the 17th of August and 29th of May, that Prime Minister nominated on 19th of March or 18th of March or 17th of March or anytime before that would have continued for another 5 years?

Mr. Aitzaz Ahsan: Let me sure an oddity in this. The complete addity. Let us assume a Prime Minister nominated on the 18th of March, taking their interpretation he has under Clause (3) Article 91, now this is very interesting, option to obtain a vote of confidence within 60 days. Then assume, Mr. Chairman, that on the 20th of March or 21st of March, the same gentleman, is appointed or is invited because the President assumes that you have and he says, "call the Assembly and you have to take the vote within 60 days show his majority under Clause 1(A). This would just be 4 votes of confidence it would imply. If their interpretation is accepted, this would just be horse trading all the time. This would be subversion ultimately of the Constitution. We have seen what was done during the vote of no confidence. This would, just read with me Mr. Chairman, Article 91, the catch in their argument is not in 2(A), the catch in their argument, if we take it and we accept it, is clause (3).

"The person appointed under clause (2)" and this is the man appointed on 17th of March or as the case may be, and he has not yet taken a vote, he will say I have a right to first show my majority, then the President changes

his mind and says majority may be shown by somebody else or as the case may be, invited under Clause 2(A)

"shall, before entering upon the office, make before the President oath in the form set out in the Third Schedule and shall within a period of sixty days thereof obtain a vote of confidence from the National Assembly.

Now, my submission is that the person appointed on 17th of March must take a vote of confidence and when he takes the vote of confidence he is the elected one whether he was appointed before or after. The Constitution does not envisage that immediately after the 21st the one appointed on the 17th must discontinue and there could be another confusion, and that the President's right of going back on the appointment, he has no locus paenitentiae once he has made the appointment.

Mr. Chairman: Basheer Matta Sahib on a point of Order

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, there is a confusion in this whole argument.

جناب چیرمین: یہ آپ بعد میں واضح کریں پہلے انہیں argue کرنے دیں، پوائنٹ آف آرڈر اس لئے نہیں ہوتا کہ بیچ میں interrupt کریں۔

جناب بشیر احمد مسٹر: اس میں بہت زیادہ confusion ہو گئی ہے۔
The same argument is confusion being repeated in a wrong way Sir.

جناب چیرمین: ان کی argument کی interpretation اگئی ہے۔

Mr. Basheer Ahmed Matta: I would request you to give me a chance also to speak.

جناب چیرمین: اس کے بعد جی اعتراف صاحب۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Thank you Mr. Chirman, the point is what I am trying to make, I won't labour on it...

جناب چیرمین: نہیں جو آپ کا موقف صاف ہے۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Because my learned friend might just want a little explanation from me and I have not been able to put it properly. I concede to my limitations, Mr. Chairman, but the point I am making is that if...

(Interruption)

Mr. Chairman: So, basically your argument is that this does not apply immediately. It refers to a future vacancy arising after the 20th of March. - and you **are** saying that Article 130 is not applicable because you have to read 2, (2A) and (3) and (5) and then if there is an ambiguity you go to Article 130.

Mr. Aitzaz Ahsan: And I will submit one other thing about Article 130 but I will also submit one thing that Prof. Khurshid's arguments were the weakest ever but I didn't make remarks in that, but Mr. Chairman, in Clause (3) the import, you see we have to read Clause (3) alongwith (2A) and 2 and if we feel that an interpretation can lead to absurdity and perversity then we will not accept it particularly if a second interpretation is available which may not appeal immediately to some one or some people but is the more rational one that is what I have done. 3(A) - as interpreted by them would imply and I mean this, Mr. Chairman, particularly for the learned Senator from the Frontier province, that the person who has been appointed before the 20th March will obtain a vote of confidence within 60 days and the person invited after the 20th of March will obtain a vote of confidence within 60 days. Now, the absurdity would arise if the President had taken Prof. Khurshid's own example, appointed a person on the 15th of March requiring that person to obtain a vote of confidence within 60 days.

Mr. Chariman: So, he can take it two days later or one day later.

Mr. Aitzaz Ahsan: Yes. But he has the right. I have the right, then to wait for 59, it is his right. It is that person's sight now. That right can't be taken away. Now, the President after 21st March has no locus paenitentiae. The ball has been set rolling. The only authority, the person appointed is answerable to, is the National Assembly, elected body. The President can't on the 21st say "now I invite B, I will call the session

earlier and invite B.

Mr. Chairman: No, their argument is that he will only invite (B) if there is a secret ballot and in their secret ballot somebody else emerges as the person having majority.

Mr. Aitzaz Ahsan: No

Mr. Chairman: It is their argument.

Mr. Aitzaz Ahsan: Of course, there can't be a secret ballot.

Mr. Chairman: That's a different thing. This is their argument.

Mr. Aitzaz Ahsan: May I just submit on that because the argument will hinge on that also.

جناب چیئرمین: اس جھگڑے میں کیا جانا ابھی تو مسئلہ یہ ہے۔

The point now in dispute is what is the position after 20th March.

Secret ballot والا issue نہیں ہے۔ وہ جب آئے گا تو دیکھیں گے۔

جناب اعتراف احسن: جناب چیئرمین! میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں

کہ یہ ascertainment کی بات ہے اور آپ کی opinion بھی اس میں ہے۔
and we were guided by that Chief Minister کی جب اینکشن ہوئی تھی۔

And you were the Law Minister at that time

آپ کو یاد ہوگا ascertainment کے بارے میں۔

جناب چیئرمین: نہیں مجھے کچھ یاد نہیں۔

Mr. Aitzaz Ahsan: You have indeed the convenience and facility of mind lapses, of course, Mr. Chairman, but I do not forget opinions given at that time. This is 'ascertainment'.

Mr. Chairman: I rendered no opinion.

Mr. Aitzaz Ahsan: This is 'ascertainment', this is not 'election' but any way that is another matter.

Mr. Chairman: This is not the issue at the moment.

Mr. Aitzaz Ahsan: Now, the submission is and this is one point about Article 130 that there is no ambiguity and what they are creating by their interpretation is utter confusion which will not be accepted as a valid interpretation if it leads to confusion and absurdity but there is another point about Article 188. The whole purpose of interpretation being projected to 20th March, 1990, when you could expect the term which was the projected term of the National Assembly, the office being vacant, new appointee being made. This was a mid-term thing in 1988, In the mid-term the guarantee was given because at this moment the Office, according to the projection of the Constitution itself, was not expected to be vacant. At that time it was not expected. It could be vacant today it could be vacant day after tomorrow - that, of course, one does not know but when the law is made the projections are made in a linear form not in a zig-zag form where you say you will be removed in March and he will be removed in May. - You would go along linearly towards a fixed date. The fixed date given i.e. 1990 was a term, of the National Assembly. At that time a vacancy could be projected to have occurred or been there and a nomination or the mode of election could have changed. By the contrary view General Muhammad Ziaul Haq wanted to retain the right of last nomination of a nominated Prime Minister and then send him off into the next five years term with five years, Now, that was the interpretation. That was the competent procedure.

(Interruptions)

Mr. Aitzaz Ahsan: I am not supporting Professor Sahib and I would respectfully seek of the Professor Sahib, why these interjections when we hear you with patience and do not interject even when you are speaking that which has no relation to the Constitution or to the law or to any thing else, we do hear you; we expect the same of you and some reciprocity.

So, Mr. Chairman, I will just conclude by saying that the substance of my argument is that if the President feels that the Prime Minister has lost the confidence of the House, he has the power under sub-Article (5) by the

way I must just add) he has the power within certain constraints and limitations, within certain parameters but the 20th of March, 1990 has no significance. It should give nobody any blood pressure it should cause no tension within the House or without and if people are tense, as Qazi Latif Sahib said, please for God's sake it is your duty as legislators to decrease and reduce the tension. The Prime Minister of Pakistan was elected on the 12th, she became the Prime Minister on the 2nd of December, 1988, for a full term subject to contingencies, subject of course, I recognize, to contingencies.

Mr. Chairman: There is no term for the Prime Minister.

Mr. Aitzaz Ahsan: No, there is a projected possibility of five years subject to her being voted out by a majority of the National Assembly before that.

Mr. Chairaman: You see but there are no temrs as such. The term is where you have a fixed term. For example, for the President, for the Chairman, Senate, for the Speakera there are terms. National Assembly has a term. The Prime Minster remains Prime Minister as long as she has the confidence of the majority.

Mr. Aitzaz Ahsan: I agree I accept that, Mr. Chairman, but I should be understood, as I explained earlier in meaning that the longest possible sort of length of time, that she would hold office subject to these four contingencies, is until the second of December, 1993. No other thing intervenes except the four contingencies, 20th of March does not intervene. If she loses the confidence of the House - of the National Assembly, she will no longer remain the Prime Minister of Pakistan. So long as she does she will remain and if they want to show their strength and force, the House is there, the members are there, they are welcome. They had moved a vote of no confidence in the past, they had not succeeded. They should get down to the business of running the Parliament, the Houses and the government. Thank you.

Mr. Basheer Ahmad Matta: Mr. Chairman, Sir, the honourable

[Mr. Basheer Ahmed]

Minister has given a good expose of his thoughts on this issue, but the problem is that he has assumed too many things and the express word of the Constitution has nothing to do with his assumptions. The relevant portion of the constitution is very clear and in my opinion it is mandatory and obligatory, because this clause (2A) of Article 91 is a clause which supersedes the preceding one and it is in supersession of the other relevant clauses of the Constitution that it has been included in the Constitution. Sir, we cannot attribute motives to the framers of the Constitution. We can only say that they had all the wisdom in the world when they formulated the supreme law of the land which governs the entire panorama of life in the country. We cannot say that here they erred and there they did not err. We can only say that under the circumstances they were the best minds available and they framed a Constitution in the best interest of the country. If somebody disagrees with what they put there, then amendments to the Constitution can be proposed and if they are carried the political life of the country will be adapted accordingly. Now, it says, Sir, very clearly that "notwithstanding any thing contained in clause (2), after the twentieth day of March, 1990" here I want to point out, why they have specified this 20th day of March, 1990. The honourable Minister has said that this is the termination date of the normal life of the Assemblies. I beg to disagree with him. The Assemblies have no mandatory normal life. An Assembly can be dissolved before completing its maximum life. It is not necessary that every Assembly will stay for five years. It is also not necessary that every Prime Minister will stay in office for the whole term of an Assembly. It simply depends whether a person enjoys majority in the National Assembly. If he does it today, he will be the Prime Minister. If he does not enjoy it tomorrow he will not be the Prime Minister. The Minister has confused this issue, Sir. He says why should a person commanding majority on the 17th of March be required to prove it on the 20th March again? I say that the Constitution requires him to reiterate this majority once more, and if it so happens that on the 21st of March he does not have the majority, then he will not be the Prime Minister. In case he has the majority, then he will remain the Prime Minister. The Minister has asked what will happen if the president asks A to form the Prime Ministership today and call upon B to form it tomorrow? The point is the President cannot, after the 20th March, 1990, invite a person to be P.M. without having the requisite majority on the floor. Even if he asks B to be the Prime Minister, B will not be able to become the Prime

Minister unless he proves his majority on the floor of the House. In fact this clause (2A) is meant to be a safeguard against the eventuality of appointing a person to be the Prime Minister without having proven majority in the House. In this country you have more experience than me there have been times when people have been nominated to be Prime Ministers who had no majority on the floor of the House. So, to safeguard against the continuation of that process, it has been stipulated that, after the 20th day of March, the Prime Minister, whoever he may be will have to prove his or her position. This clause - the honourable Minister missed the point does not say that it will be enforced only if there is no Prime Minister. How can there be a situation where the country under the Constitution, will be without a Prime Minister? The country will always be with a Prime Minister. But after the 20th day of March, the President had to call upon a person enjoying majority on the floor of the House to be the Prime Minister. Now, what is wrong with it. If the existing Prime Minister has the majority, she will reiterate the majority on the floor. If somebody else has the majority, then the President has no choice but to call upon that other person to come and be the Prime Minister of the country. Here, Sir, it says, "who commands the confidence of the majority of the members of the National Assembly as ascertained in a session of the Assembly summoned for the purpose in accordance with the provisions of the Constitution".

Now it does not even stop at the National Assembly but says:

"to be ascertained in a session of the Assembly to be called for this purpose."

So, the Constitution clearly says that the calling of the Assembly for this purpose is required, notwithstanding whether there is a Prime Minister or, an unlikely case, where the Prime Minister is not there. Sir, the honourable Minister argued that the clause would have been applicable only if there had been no Prime Minister or if a vacancy occurs. Now, if that had been really the intention, then that condition would have been included in its body, as it has been included in the body of the clause concerning the Chief Minister, to which the honourable Minister referred but which, he said, was not relevant. I think that clause is very relevant because that is also an amendment and is an apt parallel. This clause deals with the Centre's set up and that clause deals with the set up at the provinces. There a proviso has

[Mr. Basheer Ahmed]

been included where it says that if there is a sitting Chief Minister then the clause will not apply, but here the proviso has been excluded. It means that even if there is a sitting Prime Minister, she or he had to reiterate her or his position. The twentieth March was intended by the framers of the Constitution to be the water shed; after that day the Prime Minister had to pass the acid test, to demonstrate his or her majority on the floor of the National Assembly.

Another point which I don't understand is that when, the express letter of the Constitution is available and when according to the Ministers present here, the Prime Minister has the majority of the House, then what is holding her from calling a session of the National Assembly to reiterate her position. This will vindicate her position aconstitutionally as well as satisfy the people of the country at large, because then they would know that the Constitution which is written in a book, is honoured in fact also. The people would also know who in fact enjoys the confidence of the House. So, I don't understand the government insistence on not calling the National Assembly for eliciting a vote of confidence. In my opinion, for instance, I will give you an example this Constitution says that there shall be a President of Pakistan. What does it mean? Does it mean that the President of Pakistan will be elected in the 31st Century? No. As soon as the set up of the country becomes subject to the Constitution the President will have to be elected forthwith. Now when the constitution says that after the twentieth day of March, a certain step should be taken it must be taken. If there had been say, an earthquake, God forbid, in this country, or if there had been an extreme emergency of the type in which, after the twentieth day of March the National Assembly could not be summoned, then an argument could be advanced that as it was not possible to summon the Assembly, the implementation was deferred. But when the Assembly is in fact in session, when there is no such big emergency, then what is holding the Prime Minister from going to the Assembly and seeking a vote of confidence? Such a step will clarify, will reiterate, will give respect to this document which we call the Constitution, and will allay whatever doubts the people in the country have. I speak in a constructive spirit and request the Ministers and, through them the Prime Minister to take it in that spirit. Let me stress that she is obligated, she is required under the Constitution, to have a vote of confidence on the floor of National Assembly. Further, it is her moral and political duty to the countrymen to have such a vote. Thank you very much, Sir.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب، آپ جواب میں کچھ کہنا چاہیں گے۔ جو وزیر صاحب نے کہا ہے اس کے جواب میں مختصراً فرمائیں۔

پروفیسر نور شید احمد: شکریہ! جناب چیئرمین، میری نگاہ میں محترم وزیر داخلہ نے معاملہ کو confuse کرنے کی کوشش کی ہے، اس کی وضاحت کرنے

کی کوشش نہیں کی۔ سب سے پہلی بات انہوں نے یہ کہی کہ ڈاکٹر کا اگر appointment کیا جائے اور اس کے بعد قانون بدل دیا جائے تو پھر کیا صورت

ہوگی۔ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے، وہ ایک regular service کا معاملہ ہے۔ یہ ایک political office کا معاملہ ہے۔ وہاں پر

service rules لاگو ہوتے ہیں، اور اگر initial appointment ہوا، تو initial appointment جس tenure کے لئے ہوا اس تک جاری رہے گا۔

جناب چیئرمین: اور اس میں یہ بھی ہے کہ قانون بدلا نہیں ہے، قانون تو اس وقت بھی یہی تھا۔

پروفیسر نور شید احمد: جی ہاں، اور یہاں پوزیشن یہ ہے کہ ایک substantive change ہوا ہے کہ ملک کا Prime Minister کس طرح اپنے عہدے

تک پہنچے گا اور دستور کا یہ بنیادی issue ہے کہ وہ یہ متعین کرے کہ یہ عہدے کیوں کر پر کئے جائیں گے اور اگر اس کے اندر ایک سے زیادہ

نظام built in ہوں تو پھر ہر نظام جس کی مدت طے ہوگی، وہ اس وقت تک لاگو ہوگا اور اس کے بعد وہ ختم ہو جائے گا نیا نظام رائج ہو جائے گا۔ تو یہ دو

بالکل مختلف مثالیں ہیں جس کو انہوں نے confuse کرنے کی کوشش

کی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک نیا تصور نکالا ہے کہ

Prime Minister کا job بھی کوئی tenure job ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تمام جو fallacies ہیں، ان کے غلط ہونے کی یہ سب سے بڑی وجہ ہے

کہ Prime Minister کا job کوئی tenure ہے۔ اسمبلی کا tenure ضرور

ہے، لیکن وہ بھی flexible tenure ہے۔ پانچ سال یا اس سے پہلے

[Prof. Khurshid Ahmed]

dissolve کی جاسکتی ہے، پرائم منسٹر کے کہنے پر، اگر Prime Minister یہ محسوس کرتا ہے کہ ایک سال ہی اسمبلی نے کام کیا ہے اور یہ dissolve ہو جائے تو وہ مشورہ دے سکتا ہے، یہ مشورہ binding ہے صدر پر Constitution میں provided ہے۔ اور کسی کو یہ کہنے کا اختیار نہیں ہے کہ پانچ سال کا tenure کیوں پورا نہیں کیا، ایک سال کے عرصہ میں ہی اس نے کیوں مشورہ دیا ہے۔ یا کچھ خاص حالات کے اندر صدر بھی dissolve کر سکتا ہے، اور پھر اگر ملک میں emergency ہو، تو ایک سال تک اس کی age بڑھ بھی سکتی ہے، elections postpone بھی ہو سکتے ہیں، تو یہ possibilities Constitution میں موجود ہیں چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کے لئے تو ایک حد مقرر ہے اور وہ بھی flexible لیکن پرائم منسٹر کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے اس کا صرف ایک ہی اصول ہے اور وہ یہ ہے دستور نے پرائم منسٹر کو پرائم منسٹر کے بنائے جانے کے بارے میں جو قاعدہ طے کیا ہے اس کے مطابق وہ وجود میں آئی اور یہ قاعدہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء تک کے لئے ایک تھا، اور پھر ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کے بعد دوسرا ہو گیا ہے۔ یہ کوئی secret نہیں تھا اسے کوئی چھپا کر نہیں رکھ دیا گیا تھا، کوئی ایسی بات بھی نہیں ہے کہ مداری نے اپنی ٹرپی سے نکال کر کوئی چیز رکھ دی ہو بلکہ اسی دستور کے تحت یہ کام ہو رہا ہے، وہی Eighth Amendment جس کے بارے میں بڑی بڑی تقریریں کی گئی ہیں اور اس کو گالیاں دی گئی ہیں، اسی میں یہ لکھا ہوا ہے، اور یہ بات بالکل clear تھی کہ وزیراعظم کو اعتماد حاصل کرنے کا طریقہ ۲۰ مارچ سے پہلے اور بعد میں الگ الگ ہے اور میں on record ہوں کہ جس point کو انہوں نے play up کیا ہے۔ (3) subclause میں کی گئی آپ میری تقریر نکال کر دیکھ لیجئے، میں نے اس وقت بھی یہ بات کہی تھی کہ یہ دستوری ترامیم بے احتیاطی تھے ساتھ کی گئی ہے اور جو consequential changes تھے، وہ نہیں کئے گئے، اس لئے کہ ہم سب اس میں involved تھے، اور رات کو تقریباً دو بجے compromise ہوا تھا، اس وقت

یہ تبدیلی نہیں کی گئی فی الحقیقت یہ ایک anomaly ہے کہ ۲۰ مارچ کے بعد اسمبلی خود elect کرے، majority ascertain کرے، اور اس کے بعد پھر آپ دوبارہ کہیں کہ ۶۰ دن کے اندر اندر اعتماد کا ووٹ لیں۔ دراصل ان ساٹھ دنوں کا تعلق شوق (۱۲) سے تھا، (۱۲) سے نہیں لیکن کام چونکہ جلدی میں ہوا تھا، اس لئے دستور میں ایک consequential change نہیں ہوا اور یہ anomaly ہے، اس کی حیثیت vestigium organ کی ہے کہ وہ دستور میں موجود رہا ہے ہمیں اس کو accept کرنا پڑتا ہے، اور میں نے اس بات کو اپنی سینٹ میں کی گئی تقریر کے اندر point out کیا تھا کہ آپ نے جلدی میں کام کیا ہے اور اس طرح یہ سقم رہ گیا ہے۔ آج آپ اس کا سہارا نہیں لے سکتے۔

آپ نمبر (۳) کو بھی پڑھ لیجئے، نمبر (۲) کو بھی پڑھ لیجئے۔ (۲) ۲۰ مارچ کے بعد redundant ہو جاتا ہے اور (۲) - (۱) ۲۰ مارچ کے بعد لاگو ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد لازمی تھا کہ اب متعین کیا جائے کہ اب کس کو ایوان کا اعتماد حاصل ہے اور یہی دراصل دیکھتی رگ ہے۔

پہلے آپ نے جو اعتماد کا ووٹ لیا، وہ کس طریقے سے لیا، وہ ہمارے سامنے ہے۔ single majority party نے کس طریقے سے اپنی majority create کی اور اس کے بعد پھر کس طرح no confidence کے موقع کے اوپر وہ majority کم ہو کر کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور آج وہ کہاں ہے حالت یہ ہے کہ ۲۲ مارچ کو جو آپ نے نیشنل اسمبلی کا اجلاس بلایا اور ایک فضا بنائی کہ ہم confidence کا ووٹ لیں گے، آپ confidence کا ووٹ لیں گے لیکن اس دن آپ کے پاس صرف ۱۰۶ افراد تھے۔ اس کے بعد یہ طے کیا گیا کہ ۱۰۶ کی تعداد اسمبلی میں نہ آئے، اس لئے کہ اس سے ہمارا جہم باقی نہیں رہے گا۔ ہمیں یہ سب چیزیں معلوم ہیں، بنیادی سوال یہ ہے.....

سید افتخار حسین گیلانی: جناب چیئرمین! میں اس کا جواب دنیا

چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے، اب بالکل دس دفعہ اس کا جواب دیں۔ بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ آپ کو یہ سمجھنا پڑے گا کہ وزیراعظم کا انتخاب کوئی tenure job نہیں ہے، اس کے لئے دستور نے ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء سے پہلے کے لئے ایک طریقہ بتایا ہے، یہ cut off date ہے اور اس کے بعد ایک دوسرا طریقہ بتایا ہے اور دستور کے تحت اگر ۲۰ مارچ کے بعد وہ راستہ اختیار نہیں کیا جاتا جو دستور میں prescribe کیا گیا ہے، تو پھر There is constitutional vacuum in the country اور اس constitutional vacuum کو جلد از جلد پُر کرنا چاہیے۔ ٹھیک ہے عدالتوں میں بھی لوگ جاییں گے لیکن آپ کو خود سمجھنا چاہیے کہ سیاسی مسائل کا حل سیاسی ہو تو اچھا ہے عدالتوں میں نہ کیا جائے۔ اور اگر آپ کے پاس اکثریت ہے تو ٹھیک ہے اسمبلی بلائیے، ascertain کیجئے، پرائم منسٹر رہیے۔ کون اعتراض کر رہا ہے۔ ہم تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ دستور کے تقاضوں کو پورا کیجئے۔ باقی یہ ساری تقریر انہوں نے فرمائی کہ آرٹیکل ۹۱ (۵) اس کے خلاف ہے۔ (۵) کیسے خلاف ہے؟ (۵) تو دراصل اس معاملے میں irrelevant ہے۔ اس لئے کہ (۵) کے تحت صدر کو ہمیشہ سے اختیار حاصل ہے۔ وہ ۲۰ مارچ سے پہلے بھی اسے حاصل تھا اور بعد میں بھی اسے حاصل رہے گا اور وہ اس وقت بھی حاصل رہے گا جب اسمبلی کوئی نیا پرائم منسٹر elect کرے اس وقت کے بعد بھی اگر صدر یہ چاہے کہ اس سے کہنے کے تم Vote of confidence لاؤ تو وہ یہ مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آرٹیکل ۱۳۰ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ irrelevant ہے۔ میں رے ادب سے عرض کروں گا کہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دونوں ایک سرے سے بڑا قریبی تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق یہ ہے کہ مرکزی اسمبلی رصوبائی اسمبلی، وزیراعظم اور وزیراعلیٰ، ان کے تقرر کا اختیار اور راستہ

کیا ہو۔ ۱۹۷۳ء کے original دستور میں ضرورت حال یہ تھی کہ سپیکر کے انتخاب کے بعد پہلا کام یہ کرنا تھا کہ ایوان اپنا لیڈر منتخب کرے اور پھر وہ لیڈر پرامن منسٹر بنے۔ اسی طریقے سے صوبائی اسمبلی میں یہ تھا کہ سپیکر کے انتخاب کے بعد ایوان اپنا لیڈر منتخب کرے اور وہ چیف منسٹر بنے۔ دستور میں درج طریقے کے تحت فریم کی کمی اور اس میں یہ کر دیا گیا

کہ بہ درجن appointments جو پریذیڈنٹ اور Governor in consultation with the President کی discretion ہو گئی تھیں فریم کر کے ان دنوں کو بدلا گیا اور بدل کر اسمبلی کے اس right restore کیا گیا تاکہ اسمبلی خود اپنا لیڈر منتخب کر سکے جو پرامن منسٹر بنے اور اس کے لئے صرف جو فرق روا رکھا گیا وہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کا تین سال کے بعد یہ right restore ہو رہا ہے اور مرکزی اسمبلی کا پانچ سال کے بعد۔ اس میں کوئی وہ چیز نہیں تھی کہ وہی اسمبلی رہتی ہے یا نئی اسمبلی آجاتی ہے۔ دوسری اسمبلی آتی ہے، تیسری آتی ہے چوتھی آتی ہے پانچویں آتی ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں تھی۔ اصل چیز یہ تھی کہ تین سال اور پانچ سال اور تین سال میں اس بات کو provided کر دیا گیا کہ incumbent Chief Minister جو ہے اسے دوبارہ منتخب ہونے کی حاجت نہیں ہوگی اور پرامن منسٹر کے لئے یہ provide نہیں کیا گیا جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس right کی restoration کے بعد اس process کو بدلتا ہے۔ پچھلا process اب obsolete ہو گیا۔ نیا پروسس Constitutional process ہے اور اگر اس کو آپ اختیار نہیں کریں گے تو آپ Constitution کا violation کریں گے جو درست نہیں۔

انہوں نے لفظ 'after' کو بھی بہت play up کیا ہے۔ میں بھی اسی قسم کے الفاظ نے بہت کچھ کر سکتا ہوں لیکن اصل چیز یہ ہے کہ ۲۰ مارچ تک پرانا نظام تھا اور ۲۱ مارچ کے بعد کہیں یہ نہیں لکھا گیا ہے کہ after کا معنی after one year ہے یا after one day ہے جب تک یہ نہ لکھا جائے تو اس کا معنی یہ ہے ۲۰ مارچ کے بعد ۲۱ مارچ سے نظام بدل گیا، process

[Prof. Khurshid Ahmed]

بدل گیا اور اگر آپ ۲۰ مارچ کے بعد اس کا احترام نہیں کر رہے ہیں تو آپ Constitution کو violate کر رہے ہیں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! جی جناب بہرہ در سعید صاحب۔ مختصراً۔ بات تو ساری ہو گئی ہے۔ لیکن کوئی نئی بات، جو منسٹر صاحب نے کی ہو اس کا جواب دینا ہو تو آپ دیں۔

اخونزادہ بہرہ در سعید: میں یہی کوشش کر دوں گا جناب کہ منسٹر صاحب نے جو point raise کئے ہیں ان کا جواب دوں۔

جناب چیئرمین: کچھ کا جواب تو پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر میں آ گیا ہے کوئی چیزیں رہ گئی ہوں تو ان کا جواب دیں۔

اخونزادہ بہرہ در سعید: آپ نہیں چاہتے تو میں.....

جناب چیئرمین: نہیں نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اور جو چیز نئی کہی گئی ہے اس پر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ در سعید: میں یہی کوشش کر دوں گا جناب۔ اگر آپ مجھ سے یہ توقع نہیں کرتے تو اور بات ہے۔ جناب اس young barrister کو سن کو۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے جو میری ترغیبات تھیں اور میں نے جو تصورات بنائے تھے وہ بہت افسوس ہے کہ غلط ثابت ہوئے۔ مگر اس وزیر صاحب نے ایک نئے آرٹیکل کی طرف اشارہ کیا ہے جناب والا! آرٹیکل ۵۲۔

It says:

"The National Assembly shall, unless sooner dissolved, continue for a term of five years from the day of its first meeting and shall stand dissolved at the expiration of its term".

اب اس آرٹیکل کی طرف تو اس مباحثے میں اس وقت پرٹنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر ۱۹ تاریخ کو mention کر کے ایک نیا مسئلہ پیدا کیا گیا ہے جس کی طرف میں آپ کی ترجمہ بندولی کرانا چاہوں گا۔ وہ یہ کہ ۱۹۸۵ء کے انتخابات جو ہوئے وہ ۱۹۹۰ء میں ختم ہونے والے تھے۔ لیکن چونکہ اسمبلی جلد ہی dis-solve ہو گئی۔ ۲۹ مئی کو dissolve ہو گئی تو ایک interpretation یہ بھی ہے کہ جو موجودہ اسمبلی ہے اس کی بھی میعاد ۱۹۹۰ء میں پوری ہو گی۔

جناب چیئرمین: اس کا اس بحث سے کیا تعلق۔

اخترزادہ بہرہ درسیہ: میں اس آرٹیکل کی interpretation کی بابت کہہ رہا ہوں۔ اس کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے۔ جیسے کہ انہوں نے فرمایا کہ پانچ سال کے لئے اسمبلی کی میعاد مقرر ہے۔ وہ دلیل بھی اتنی مضبوط نہیں ہے۔ پریذیڈنٹ جب چاہے اسے dissolve کر سکتا ہے۔ earlier dissolve ہو سکتی ہے مگر اس دن جب ۲۲ تاریخ کو ان کا اجلاس ہوا اور وہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی جس کے لئے انہوں نے Ambassadors کو بھی invite کیا تھا کہ وہ ٹیلی می آ کر بیٹھیں اور کیمبرے فٹ تھے۔ جب دیکھا کہ ممبروں کی تعداد ایک سو چھ ہے تو ان کا بیان آیا جناب ایک وزیر کا قانون دان وزیر جو سمجھتا ہے کہ ہے.....

(مد اعلیٰ)

جناب چیئرمین: وہ بعد میں آپ کو موقع دے دیں گے۔ خراجہ صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

اخترزادہ بہرہ درسیہ: تو اس میں جناب ایک اعلان کیا گیا کہ موجودہ وزیراعظم پانچ سال کے لئے اس عہدے پر برقرار رہ سکتی ہیں۔ اس تصور کو پروفیسر صاحب نے بڑے اچھے انداز میں پیش کیا کہ اس وزیراعظم کے لئے کوئی time limit متعین نہیں ہے۔ مگر اسمبلی کے پانچ سال کے پیش نظر

[Khunzada Behravar Saeed]

انہوں نے وزیر اعظم کی میعاد بھی پانچ سال fix کی عوام میں یہ تاثر دینے کے لئے یا میرے دوست نے ایک اور خط استعمال کیا، ہارس ٹریڈنگ میں یہ تاثر پیدا کرنے کے لئے کہ ہم تو یہاں پانچ سال رہیں گے، اس لئے گھوڑے ذرا محتاط رہیں تو جناب اس میں ایک توجہ دیکھو کا طریقہ کار ہے، وزیر صاحب بھی دیکھ رہے ہیں، میں بھی دیکھ رہی ہوں وہ بھی جانتے ہیں یہ procedure میں بھی جانتا ہوں یہ procedure کہ عرضی دعویٰ کی جن شقوں کا جواب نہیں دیا جاتا وہ قانون کی رو سے admissions ہیں۔ انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے ان کے مطابق، دلائل پیش کئے۔ وہ آرٹیکل ۹۱ آرٹیکل ۳۰ اسب کلاز (۲) وغیرہ وغیرہ کا ذکر کرتے رہے مگر میرے ان دلائل کا جواب انہوں نے نہیں دیا میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس ان کا جواب نہیں تھا یہ میرا حق ہے کہ یہاں پریٹڈ ر آف دی ہاؤس قانونی طور پر elect کیا جائے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا اس واسطے یہ Senate کی breach of privilege ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کا انہوں نے جواب دینے کی زحمت نہیں فرمائی۔

This is an admission.

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو بتاتا ناں اگر وہ آپ کی بات مان لیں کہ پرائم منسٹر کا عہدہ خالی ہو گیا ہے۔ وہ بات تو بتائے گی مگر وہ تو اسے مانتے ہی نہیں۔

اخترزادہ بہرہ ور سعید: بہر کیف میں یہی سمجھا ہوں کہ چونکہ انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ انہوں نے باقی آرٹیکلز کو deal کیا، اس کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔ اب شاید جواب دینے کی کوشش کریں۔ جناب اس چیز کو وہ تسلیم کرتے ہیں اور اس کے بعد اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ گویا it is the crux of the matter جناب! اس میں سے کوئی شک نہیں ہے کہ date clear ہے۔ میں بڑا مشکور ہوں ان کا کہ انہوں نے آرٹیکل ۹۱ (۳) کا حوالہ دیا۔ اس ۹۱ (۳) کو اگر ہم اچھے طریقے سے سوچ سمجھ کر interpret کریں تو دو چیزیں بڑی عیاں ہیں۔ اس میں

کوئی ambiguity نہیں ہے۔ کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

It says

"(3) The person appointed under clause (2) or as the case may be, invited under clause (2A),"

"Appointed under clause (2) or invited under clause (2A)"

انہوں نے اس آرٹیکل کو quote کر کے بڑی ہیرانی کی ہے۔

The distinction is that a person who happens to be the Prime Minister on 20th of March, 1990, is the nominated one. Now, can he continue onwards as a nominated person? She has not been elected. Now the fact is that the Assembly was not summoned by her to ascertain the views of the members, this procedure has not been gone through. She is still the nominee and the period of nomination terminates on 20th of March, 1990. After that, the other procedure will come into play when Article 91 (2-A) is put into action or operation. This is clear cut and he has been very kind to elucidate here that there are two distinct dates - one is for the nominated and the other is for the elected Prime Minister. So, he has supported and thus he has again admitted my contention that on 20th of March, 1990, the present incumbent of the office of the Prime Minister ceases to be a *de jure* legal entity of the Prime Minister.

یہ ان کی نئی بات بڑی خرابی کا باعث ہے، اب رہنمائی ہے کہ

According to him Article 91 (2-A) contemplates only a procedure or the mode of election or the mode of nomination or appointment of the Prime Minister. No doubt, here is the mode. Before 20th of March, the mode was nomination. After that the mode is election. Now, we have to pass on from the process of nomination to the process of election and that is what we want, Sir. If that procedure has been followed and in the beginning I had also submitted that it is always claimed that they will abide by the Constitution; that they have a very great respect for the Constitution and that they love democracy. If it is true, even then democracy requires and the constitutional obligation is there, they should now advise the President to

[Khunzada Behravar Saeed]

summon the Assembly specificall for this purpose to ascertain the views of the members. The stress is on to ascertain the views, and short of that if they simply continue here that will not serve the purpose. I will simply, Sir, quote a Kashmiri.

پرانے زمانے کی بات ہے ایک کشمیری ایم اے اکٹا کس کر کے ایک ہماراج کے پاس گئے کہ مجھے کچھ post دراندازوں نے کہا گھس جاؤ بنا ب رہ جا کر اکاؤنٹنٹ، جنرل اسٹیشن جب ان کے نوٹس میں آیا تو انہوں نے پوچھا تم کو کس نے مقرر کیا تھا اس نے جواب دیا کہ آپ نے کہا تھا تو ہماراج نے کہا پھر پیٹھے رہا اگر ان کے قول کے مطابق کہ غلام اسحاق خان صدر بنے یہ سمجھ کر گئے کہ ان کو اکثریت حاصل کرنے کی سہولتیں حاصل ہیں ان کو نامزد کیا کیوں کہ وزیر داخلہ صاحب نے اس کا ذکر کیا تو میں یہاں اتنا ہی کہوں گا کہ میں یہاں ان سے اتفاق نہیں کرتا ہوں مجھے وہ حالات بھی یاد ہیں جو ۱۲ دسمبر سے پہلے shuttling ہو رہی تھی ۱۲ دسمبر سے جو پریش ز پرٹ رہے تھے ۱۲ دسمبر سے پہلے جو manoeuvring چل رہی تھی.....

جناب چیئرمین: وہ relevant نہیں ہے آپ اس وقت جو اپنی صورتحال ہے اس پر آئیں۔

اخترزادہ بہرہ در سید: جناب یہ میں اس واسطے عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے ذکر کیا ہے ورنہ بالکل صحیح ہے نہ ان کی بات relevant تھی نہ میری بات relevant ہے مگر چونکہ وہ فرما چکے ہیں جواب دینے کا میں پابند ہوں۔

جناب چیئرمین: انہیں انہیں وہ relevant نہیں ہے آپ آج کی situation جو ہے آرٹیکل ۹۱ اور جو دیگر متعلقہ آرٹیکلز ہیں ان پر بات کریں۔

اخترزادہ بہرہ در سید: جناب آرٹیکل ۹۱ (۵) جس طرح پر ڈیمس صاحب نے اس کی دھماکت کی ہے وہ تو اب بھی in force ہے اس کی اب بھی وہی طاقت ہے جو ۲۰ مارچ سے پہلے تھی۔ تو اس کو اب اپنے زور خطابت کا نشانہ بنانا میں سمجھتا ہوں یہ ان کے لئے صحیح نہیں تھا وہ آرٹیکل اب بھی ہے اب بھی جب بیگم صاحبہ یہ محسوس کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو محسوس

کرنا چاہئے لیکن وہ یہ چاہتے ہیں کہ صدر صاحب یہ کہیں کہ تم
vote of confidence اور election میں فرق ہے
وہ election سے بھاگنا چاہتے ہیں وہ secret ballot election کو face نہیں
کر سکتے.....

جناب چیئرمین: secret ballot والا مسئلہ بھی ابھی نہیں ہے وہ جب
آئے گا وہ دیکھیں گے۔

اخترزادہ بہرہ درسعید: میں جناب عرض کر رہا ہوں کہ وہ یہی چاہتے ہیں
کہ ہاں ہاں ہمارے پاس اتنے ہیں اتنے بھی ہم لے سکتے ہیں اتنے بھی ہم
نے ڈھونڈ لے ہیں اتنے بھی ہم نے ملا لئے اور ملتا رہے ہیں اس واسطے صدر
صاحب ان کو کہیں کہ آپ جس طرح آرٹیکل (۵۱) میں سے ہے
vote of confidence لیں، نہیں، یہ situation نہیں ہے جناب اس وقت
situation یہ ہے کہ ۲۰ مارچ کے بعد She has ceased to perform the
function of a Prime Minister under the law اور جناب اب ہے ascertainment
اور election ہو گا vote of confidence کا سوال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تو آپ پہلے بھی وضاحت کر چکے ہیں۔

اخترزادہ بہرہ درسعید: وہ vote of confidence میں نہ ٹھہریں
confidence کا مسئلہ یہاں نہیں ہے ہم نے اس چیز پر زور نہیں دیا اس
میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جناب والا! آئین بالکل صاف ہے اس کی
کسی آرٹیکل میں ابہام نہیں ہے اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم آئین کا احترام کرتے
ہیں اس پر بھی تو پورا اثری جمہوریت پر ہم جان دیتے ہیں اس کا تو خیال
رکھیں خدا کے واسطے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جناب بس وہ خالی خالی باتیں
ہیں ڈٹے رہو ڈٹے رہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جو فاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف : بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب والا! میں صرف ایک گزارش کروں گا کہ ہمارے قابل احترام وزیر صاحب نے فرمایا کہ میں اس پر زور دیتا ہوں کہ یہاں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ صدر ایک ممبر سے کہے گا وزیر اعظم کا لفظ نہیں ہے اس کا حاصل انہوں نے یہ نکالا ہے کہ وزیر اعظم نہیں ہوگا تو تب کسی ممبر سے کہے گا اگر کوئی وزارت عظمیٰ پر قائم ہے تو پھر ان کو الفاظ استعمال کرنے چاہئیں تھے کہ وہ وزیر اعظم سے کہے گا اس کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ ۹۱ (۸-۲) میں صرف اتنی بات نہیں ہے کہ اس میں وزیر اعظم کا عہدہ ختم ہوا ہے اس میں تین انقلاب آئے ہیں صدر کا وہ اختیار جو نامزدگی کے لئے اسے کو حاصل تھا وہ اس وقت ختم ہو گیا ہے اسمبلی کا جو اختیار صدر کو منتقل ہو چکا تھا وہ دوبارہ اسمبلی کے پاس آ گیا ہے اب جب یہ دونوں انقلابات آ گئے ہیں تو کھلی ہوئی بات ہے کہ سابق وزیر اعظم جس کو صدر نے نامزد کیا تھا اس کا خاتمہ اس کے ساتھ لازمی طور پر ہو گیا یہی بنیاد تھی کہ صدر کو اس وقت یہ کہنا پڑا کہ وہ ایک ممبر سے کہے اس لئے اگر وزارت عظمیٰ باقی رہتی تو ہو سکتا تھا کہ وہ لفظ وہی استعمال کرتے کہ وزیر اعظم کی حیثیت سے وہ کہے لیکن چوں کہ وزارت عظمیٰ باقی ہی نہیں رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ محترم وزیر صاحب کی اپنی دلیل ان کے اپنے مقصد کے خلاف ہے کیونکہ وہ وزیر اعظم رہا نہیں ہے اس لئے صدر کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک ممبر سے کہے کہ آپ یہاں پر اعتماد کا دوٹ حاصل کر کے نئی وزارت بنائیں تو اس طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیرمین : شکریہ جی۔ جی جناب اعتراف صاحب آپ اس

remitted question پر بات کرنا چاہ رہے تھے۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Just two or three things. May I first of all very briefly Mr. Chairman, reassure this House and the Members that no principle democracy is being violated. They have a right through their part

represented in the National Assembly to move a vote of no confidence now. If they can assume, if Mr. Behrawar Saeed can cast aspersion on *he President and start saying all kinds of things about the nomination of the Prime Minister in the first instance, the President, had he been under pressure would not have nominated the Prime Minister or even nominated somebody else and I don't think President is so easily suseptable to pressure and as Mr. Behrawar Saeed might think, he might have that opinion of the President I do not. But, let us first rest these fears and apprehensions that the principle of democracy is not being violated. If they have the majority, they feel they have the majority then they should move a vote of no confidence and get the matter settled. Nobody is stopping them from doing that. Secondly, as far as the 22nd March is concerned and these observations were made that on the 22nd of March.....

جناب چیئرمین: یہ ساری بحث ہرچکی ہے۔

جناب اعترزاز احسن: چونکہ یہ allegation کل اخباروں میں شائع ہو
گا کہ ۱۰۶.....

جناب چیئرمین: ہاں اس پر کہہ دیں۔

جناب اعترزاز احسن: ہمارے پاس بالکل majority ہے اور یہ دعویٰ
سے کہتا ہوں کہ پہلے سے زیادہ ہے ان کے لوگ اب ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں
وہ ہماری طرف ددٹ ڈالیں گے اب یہ گھبرا گئے ہیں.....

جناب چیئرمین: سردا ہرچکا ہے۔

جناب اعترزاز احسن: سیدھی بات ہے ایک سردا دوسرا
ہوا ہوا ہے میں آپ کو یہ عرض کر دوں کہ وہ جوائن۔ اے ۹۹ تھا اسٹس پر
مرانا عبدالستار نیازی صاحب کا بار بار بیان آیا ہے کہ سردا
in writing ہوا ہے الوری کو بٹھانے کا۔ بار بار بیان دیا ہے جس سے الوری بھی
for election disqualify ہوتا ہے اور ذرا انفقار بھی ہوتا ہے اور جس نے سردا کیا

[Mr. Aitzaz Ahsan]

ہے۔ اور جس کے دستخط ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک پنجاب کی بڑی مقتدر شخصیت ہیں ان کے دستخط ہیں وہ بھی disqualify ہوتے ہیں اور مولانا نیازی صاحب بار بار کہہ رہے ہیں سودا ہوا ہے اور سینٹ کی سیٹ کا سودا ہوا ہے وہ صاحب یہاں آئیں گے اور یہاں بیٹھیں گے۔

Mr. Ahmedmian Soomro: Point of Order, the honourable Minister is again and again saying the same thing.

Mr. Chairman: Please now stick to the point.

Mr. Aitzaz Ahsan: I beg your pardon Mr. Chairman,

آپ کی observation تھی تو میں نے اس پر ذرا بات کر دی۔

Mr. Abdul Majid Kar: Point of Order.

جناب چیرمین: قاضی صاحب ان کو ذرا ختم کر لینے دیں اس کے بعد۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chariman, finally let me say; democracy is not threatened; (2) Article 91 is unambiguous.

جناب چیرمین: وہ تو بات ہو گئی ہے ناں۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, if at all it is perceived that there is a debate, there is an ambiguity in this, I am not suggesting that necessarily somebody should go to the court which is the proper forum for interpreting the Constitution and we would also be represented with far more authoritative lawyers and with.....

(Interruptions)

Mr. Chairman: But, I believe somebody has already gone to the court.

Mr. Aitzaz Ahsan: Exactly, I am not even suggesting that somebody

goes or somebody is in court. Two petitions are pending in a court on this very issue. They have challenged that, and I would suggest that pending those this matter be left to the court. If the court gives a verdict we will bow to the verdict of the court.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب مجھے صرف آپ سے ایک وضاحت
چاہیے تھی اور وہ یہ ہے۔

Mr. Chairman: This matter concerns the Prime Minister who is also a Member of the National Assembly. Previously, on one or two occasions when similar motions came up and it concerned the National Assembly, the Senate decided to refer it to the National Assembly. What do you say on that?

آپ کو یاد ہو گا حاکم علی زرداری صاحب کا معاملہ۔

پروفیسر خورشید احمد: سلیم سیف اللہ صاحب کے کیس میں بھی ہم نے
ایسا ہی کیا تھا۔

جناب چیئرمین: سلیم سیف اللہ کے کیس میں کیا حاکم علی زرداری کا وہ
جو معاملہ تھا.....

پروفیسر خورشید احمد: یہ تو آپ کا آخری discretion ہو گا کہ آپ اس
کو کس طریقے سے دیکھتے ہیں لیکن چونکہ میری نگاہ میں تو constitutional violation
ہوا ہے وہ اس بارڈر کو بھی متاثر کر رہا ہے۔

Mr. Chairman: There is a certain reciprocity.

پروفیسر خورشید احمد: میں نے خود اس موقع پر یہ بات کہی تھی چونکہ
دونوں ایوانوں کے درمیان ایک خاص تعلق ہے اور اس معاملے میں
Democracy کے جو precedents ہیں وہ یہی ہیں کہ بالعموم اس قسم کے privileges
کے کیسز میں violation of privileges کو بھی کو Privileges Committee میں نہیں

[Prof. Khurshid Ahmed]

دیا جاتا بلکہ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ دوسرے اداروں کو ریفر کر دیا جائے۔
 یہ ایک way out ہے جو اس سے پہلے ہندوستان میں بھی نکلا ہے اور
 ہم نے بھی پہلے اس کو آپ کے سامنے رکھا تھا وہ تو یہ ہے کہ اگر آپ
 اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ violation of Privilege ہوا ہے تو چونکہ یہ مسئلہ
 ایسا نہیں ہے جس پر سزا دی جا سکے تو اس کو حل کرنے کے لئے دوسرے اداروں
 کو ریفر کر دیا جائے۔

Mr. Chairman: Thank you, so I reserve my ruling on this question.
 Now we proceed to the next, Soomro Sahib.

**III) RE: MISSTAMENT OF FACT BY DR. SHER AFGHAN KHAN NIAZI
 MINISTER OF STATE.**

Mian Ahmadmian Soomro: Sir, I ask of leave to raise a question of breach of privilege of the Senate occasioned by the deliberate incorrect statement of Mr. Sher Afghan or I'll say Dr. Sher Afghan, Minister of State in the senate at its last sitting on 23th March, 1990, denying the fact that the President of Turkey had addressed the joint sitting of parliament and not the National Assembly only on 15th November, 1985. The Minister for Parliamentary Affairs honourable Khawaja Tariq Raheem however admitted the correct position as reported in the debates published under authority of Parliament which was pointed out by me. Sir, I think here....

جناب سپیکر: کون اس کا جواب دے گا احتراز صاحب آپ
 رہے۔

Mr. Aitzaz Ahsan: It is being opposed.

جناب سپیکر: وہ ذرا دیکھ لیں جو پارلیمنٹ کی proceedings ہیں۔

Mr. Ahmadmian Soomro: Let me read it probably he might not....

(Interruptions)

جناب اعتراز احسن: نہیں، نہیں، میں اس پر غرض کروں گا کہ

It's the procedure, there may be some other remedy, there can be...

(Interruptions)

جناب چیئرمین: نہیں، رال یہ ہے کہ پہلے یہ چیز
آپ مانتے ہیں کہ

The President of Turkey addressed the joint session of Parliament.

Have a look and let me know.

جناب اعتراز احسن: نہیں میں اور بات غرض کرنے لگا تھا۔

جناب چیئرمین: اور بات بعد میں کریں۔ واقعات تو صحیح ہو جائیں۔

what is the correct record?

جناب اعتراز احسن: privilege پھر بھی نہیں بنتا۔

جناب چیئرمین: وہ علیحدہ بات ہے۔ واقعات کا پتہ چل جائے۔

because there is a confusion in the public.

جناب اعتراز احسن: یہ مجھے ذرا دیکھنا پڑے گا۔

Mr. Chairman: Please see and let us know what the facts are because there are different versions coming up.

Mir Hazar Khan Bijarani: Point of Order, Sir.

جناب ۱۵ فروری کو جب میں نے سندھ کی situation پر تقریر کی تھی اور اس وقت میں نے Kidnappings کا ذکر کیا تھا تو وزیر داخلہ نے ہاؤس میں ایک assurance دی تھی کہ کوئی شخص اگر آگے آنا چاہے اور ہمیں detail بتانا چاہے تو ہم ۱۵ دن میں ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیں گے۔ تو جناب ایک ایسا شخص کا detailed شٹی گرام میرے پاس آیا ہے جسے وہاں اغراض

[Mir Hazar Khan Bijarani]

کیا گیا اور اس نے یہی التجا کی ہے میں ہر شہادت دینے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھے بلایا جائے اور میرے اس کہیں کو اٹھایا جائے اور ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ تو یہ آپ کے توسط سے....

جناب اعتراز احسن: یہ آپ مجھے دے دیں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ انہیں دے دیں اس کے باوجود اگر assurance کا کوئی مسئلہ آتا ہے تو پھر آپ پر دنیس خورشید صاحب کو دے دیں۔ وہ Assurance Committee کے چیئرمین ہیں۔

Mir Hazar Khan Bijarani: Thank you, Sir.

جناب چیئرمین: گیلانی صاحب آپ نے ۱۵ ارنو نمبر ۱۹۸۵ء کی proceedings دیکھیں۔

It is a joint session of Parliament.

واقعاتی طور پر سومر صاحب آپ کی یہ بات درست ہے۔

The President of Turkey did address a joint session of Parliament on the 15th of November, 1985.

اب بات یہ ہو گی کہ privilege بنتا ہے یا نہیں

whether an incorrect statement is a breach of privilege or not?

(Interruptions)

Mr. Chairman: I don't think we should go into that.

وہ خود ہیں نہیں۔ میں اس کو ہاؤس میں اس لئے لایا تھا۔

I wanted to set the record straight and that was your intention also

کہ ریکارڈ صحیح ہو جائے کہ اصل بات کیا تھی۔

Correct, Soomro Sahib?

Mr. Ahmadmian Soomro: No Sir, not only that, I have brought this motion because he denied it deliberately in the House again and again till Khawaja Tariq Raheem admitted this to be correct, that's against the record.

Mr. Chairman: What you are saying is to put the record straight. What you are saying is that a deliberate mis-statement would amount to breach of privilege.

Mr. Ahmadmian Soomro: Really a mis-statement would amount to it but it has been stated again and again that's why I have brought the proceedings of that day. If you allow me to read it.

Mr. Chairman: If they are denying the proceeding

تو پھر بات ہو گی۔

Mr. Aitzaz Ahsan: May I submit on that Mr. Chairman, in the first place as I will just have the reference as marked an incorrect statement on the floor of the House does not amount to breach of privilege, It is always subject to correction.

جناب چیئرمین: deliberate mis-statment کی بات کر رہے ہیں۔

and I think there is a ruling of the Chairman also.

Mr. Aitzaz Ahsan: What I was informed, I wasn't here but I was informed, that statement was more in the nature of an opinion, It was a qualified statement that it may be a wrong opinion, that since it was under Martial Law, this is what Dr. Sahib had said, this is what I was informed Mr. Chairman, since it was under Martial Law it was not a Joint Session. He has an opinion on that.

Mr. Chairman: So, since it was Martial Law it becomes a House, i.e. National Assembly only.

Mr. Aitzaz Ahsan: Perhaps I don't know about this.

Mr. Chairman: His argument would be understandable if he says that since it was Martial Law, I do not recognize any Parliament between 1985 and 1988 but to say it was addressed to a single House that is not understandable. proceedings let us see what is it.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, these are the proceedings of the 25th of March, 1990.

" **Mr. Ahmadmian Soomro** on a point of order. Sir, I would request that before we take up the Orders of the day, I want through this Senate to clear the record as far as the address of the President of France to the National Assembly was made a spokesman of the government clarified that this address was to the National Assembly only and not to the Joint Session."

This is about their point. then,

"**Mr. Deputy Chairman:** I would request to the honourable Ministers to please listen to the speaker.

then myself Sir.

"It was said by the government's spokesman that this time he (the President of France) was made to address the National Assembly because on an earlier occasion when the President of Turkey had come and addressed Parliament, he addressed only the National Assembly and not the Joint Session. I, Sir, would respectfully draw the attention of the government to the debates published regarding Friday, the 15th of November, 1985, Majlis-e-Shoora (parliamnet) of Pakistan Joint Sitting debates. 'The Majlis-e-Shoora (parliamnet) of Pakistan met in Joint Sitting in the Assembly Chamber, State Bank building, Islamabad, at 10'00 colck in the morning. Mr. Speaker, (Syed Fakhr Amam, in the Chair')"

So, this was a Joint Session addressed by the President of Turkey and it was an incorrect statement of the spokesman to say that this time the President of France addressed the National Assembly only because of the precednet in the case of Turkey I, therefore, want to set the record straight and the Senate also should have been there and the address should have been to the joint session. Instead the Senators were invited. We did not need

to be invited. We have our own gallery ther: We have the right to go and sit there whenever we want and that invitation to us was really without lawful authority. It was our own gallery and there was no question of inviting us. However, the objectionable part was that it was confined to the National Assembly. The government should have enabled the President of France to address both the **Houses in a joint sitting** and the explanation given by the spokesman of government, I would say is incorrect, in view of the record."

then Sir, Dr. Sher Afgan said:

"I made the clarification on behalf of the government, and the statement was given by me. I do stand by it".

جناب چیئرمین: یہ کس نے کہا؟
جناب احمد میاں سورد: شیرانگن صاحب نے۔

"I can place three aspects of this very issue. let us look into the precedents. I do say categorically, I was then the Member of the National Assembly when Gen. Kenan Everen only addressed the National Assembly. Joint **session** was summoned on foreign policy.

Mr. Deputy Chairman: Let us be specific.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Let us be very clear about it. Joint Sitting do happen at any time.

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib please.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I have got the right to clarify it."

then agian, Sir.

Mr. Deputy Chairman: I never deny your right **Dr. Sahib**, but let us be specific. The point raised by the honourable Senator was that a joint session

[Mr. Deputy Chairman]

was addressed by the President of Turkey. You can say yes, or no to this.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I do again deny that it was not done. Even Bandra Naike came in People's Party's first government.

Mr. Deputy Chairman: No, Dr. Sahib, I am sorry to say that he did not address the joint session.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Not at all Sir, I was one of the persons sitting on the floor.

Mr. Deputy Chairman: Dr. Sahib please have your seat."

Then there were interruptions when honourable Tariq Raheem interrupted on which Dr. Sher Afgan said he was not then the Member, I was the Member. There was an altercation between them. Then again Tariq Raheem said.

"I would only clarify, Sir, there could be a misunderstanding. But, as far as this report is concerned, perhaps this report does say that the President of Turkey did address the joint session because in his address it is Mr. President, Mr. Speaker, Chairman of the Senate and Members of Parliament. Perhaps there was some other occasion."

(Interruptions)

Mr. Chairman: So, Gilani Sahib, what do we do because whenever a Minister makes a statement in the House we take it with all sincerity and we place full reliance on that. In fact if a Minister contradicts a fact, the parliamentary practice is to rely on the Minister's statement and dismiss the motion on the ground that the facts have been contradictory. Now, this is a matter of very serious nature that the printed official record of the joint proceedings is presented in the House. It is shown and the Minister makes a statement contrary to the record saying, "no, what I saying is right." Although the Dr. Sahib is wrong. Now, what do we do in the situation like this.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: I am grateful to you Mr. Chairman for

giving me the floor. I would request that Dr. Sher Afgan is not here and fortunately the incident of the other day has been very amicably and very beautifully resolved on the floor of these House. Everybody appreciated it. We have shown a very good spirit. So, I just want to convey through you to the honourable Senators that we should defer it till he comes.

کیوں سومرو صاحب؟

Mr. Chairman: OK. I think it is a fair request.

Mr. Ahmadmian Soomro: Sir, I don't accept that.

(Interruptions)

جناب چیئرمین: نہیں وہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ وہ
(ڈاکٹر شیر افغان) آسکیں گے ایران میں تو ان کی بھی بات سن
یے۔

before making a final decision.

Mr. Ahmad Mian Soomro: Sir, in any case, this will go to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. They will hear him. They will give him a full opportunity and may be they will not press it. If we go to the question whether what I have said is correct or not, I have proved it from the record. If it was merely an incorrect statement we have never bothered about it but they are rulings and to deliberately insist on an incorrect statement on the floor of the House, when his own colleague corrected him is a serious matter this should be sent to the Rules of Procedure and Privileges Committee and let them examine. He will be given a full opportunity there.

(interruptions)

Mr. Chairman: You see, I would say that the normal principle to be followed is that an incorrect statement per say would not amount to a breach of privilege but a deliberate mis-statement or false statement would amount to a breach of privilege. In the facts of this case, prima-facie, I do not see how the Minister could have made the statement that he made,

[Mr. Chairman]

and the statement of the Minister is contrary to the official printed record of the Parliament and this statement, actually, puts into doubt the entire proceedings of Parliament, because these proceedings are matters of history and record. Thirty years from today somebody will pick up the book and say this is what happened on that **particular** day in the **parliament**. But if we have the Ministers disputing such things, it will bring to a very serious situation. I am not directly holding at this moment whether it was a **deliberate** false statement or not. This would be for the Privileges Committee to establish. Prima-facie it is a matter which should be referred to the **privileges** Committee and, therefore, I hold the motion in order and it shall go to the Committee on Privileges.

(IV) RE: LINKING NATIONAL MISHAPS WITH THE PRO;CESS OF
ISLAMIZATAION

قاضی عبداللطیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم حالیہ وقوع پذیر واقعہ پر، جس سے میرا اور اس ایران کا استحقاق مجروح ہوا ہے، ایران کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔ روزنامہ ”جنگ“ راولپنڈی، ۲۶ مارچ ۱۹۹۰ء۔ عنوان یہ ہے۔ ”اللہ خیر کرے اسلامی نظام کے قیام میں جب بھی پیش رفت ہونے لگتی ہے حکومت کو کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے تقریب میں وسیم سجاد صاحب اور معراج خالد صاحب کی گفتگو۔“ جناب والا! مذکورہ بالا ہر دو افراد کا شمار علی الترتیب سینٹ کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے سپیکر کی حیثیت سے پاکستان کی اہم ترین شخصیات میں سے ہوتا ہے۔ فراض منصبی کے لحاظ سے دونوں پاکستان کے دستور کے جس میں سرکاری مذہب اسلام درج ہے، محافظ ہیں۔ حکومت کے حوادث کو اسلامی نظام کی پیش رفت کی طرف منسوب کرنا اسلام اور تمام مذاہب حقہ کی تعلیمات کے صرف خلاف ہی نہیں بلکہ تین کے مترادف ہے۔ اسلام نے عذاب الہی کا سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی کو قرار دیا ہے اور جس پر سابقہ اقوام کی تاریخ شہادت کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ کیونکہ یہ تصور یا یہ اسلام کی

تعلیمات کے سراسر خلاف ہے پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ سینٹ کا فرض ہے کہ اسلام کے احکام اور اس کی تعلیمات کا تحفظ کرے۔ سینٹ کے چیئرمین کی طرف ان الفاظ کی نسبت سے میرا اور ایران کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس پر مناسب کارروائی کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed?

Syed Iftikhar Hussian Gillani: Yes, opposed.

جناب چیئرمین: جی جناب کوئی وضاحت کرنا چاہیں گے۔

قاضی عبداللطیف: وضاحت اس کی ہو گئی ہے۔ اس سے زیادہ میں اس کی کیا وضاحت کروں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب اس میں، میرے خیال میں صحیح بات یہ ہے کہ یہ جو اللہ خیر کرے کے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ یہ تھے اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لئے کہ اللہ خیر کرے، آئندہ بہتر طریقے سے، بغیر کسی حادثے کے یہ کام مکمل ہو۔ تو اللہ کی رضا ہر ایک کام میں شامل ہونی چاہیے۔ اللہ کی مہربانی ہو، اللہ کی رضا ہو تو بھی کام ہوتے ہیں اس لئے اللہ کی رضا کے لئے کہا گیا تھا۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ ہم نے کوئی ایسے کہا ہو کہ جیسے کوئی اسلامی نظام جو ہے، جس طرح آپ نے فرمایا کہ حادثہ کو اسلامی نظام کی پیش رفت کی طرف منسوب کرنا، یہ بات صحیح نہیں تھی بات صرف یہ تھی کہ دودفعہ کا ذکر ہوا تھا کہ معراج خالد صاحب نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کوشش کی گئی تو یہ واقعہ ہو گیا اور یہ مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ اب دوبارہ جب رپورٹ تیار ہوئی تو اسٹیمپلی ٹرٹ گئی۔ تو پھر اللہ کی مدد چاہیے کہ آئندہ خدا کرے خیریت رہے حالات ٹھیک ہوں تاکہ ہم اسلامی نظام کی طرف پیش رفت کر سکیں۔ یہ مطلب تھا۔

قاضی عبداللطیف: آپ کی مہربانی آپ کی طرف سے وضاحت تو ہو گئی

Qazi Abdul Latif

معراج خالد کی وضاحت کون کرے گا؟

جناب چیمبرین: وہ بھی میں کر دیتا ہوں۔ وہ میرے Colleague ہیں۔ ان کی بات مجھ سے ہوئی تھی۔

قاضی عبداللطیف: ٹھیک ہے جناب والا! میں پریس نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: So it is ruled out as not being pressed.

Mr. Ahmadmian Soomro: Sir, yesterday we spent the whole day discussing the sad incident that took place in the National Assembly. If it has been resolved, this House has a right to know how it has been resolved.

Mr. Chairman: Gillani Sahib has told this but may be he can give us a little more details. Gillani Sahib, I will be grateful if you can just let us know about it.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: Sir, first Begum Abida Sahiba spoke. She made a statement clarifying two points only. She said, "I just want to clarify my position on a point of personal explanation. One, there was an allegation from the press made by Dr. Sher Afgan Sahib that the Opposition wants Martial Law in the country and second that he (Dr. Sher Afgan) is a poor man and I am a Jagirdar" On that she gave a personal explanation that she was amongst those people who have never been with the Martial Law and opposed Martial Law. About Jagiradari and Poverty she said, "we have been working together. We have been colleagues together. It never occurred to me. I never thought of it earlier".

After that Shujat Sahib also made a short statement, in the end saying "it is very unfortunate that this thing happened".

Dr. Sher Afgan said that even though I had not done any thing which warranted so much anger from Begum Sahiba but I still apologize".

میں معذرت چاہتا ہوں ان سے۔ وہ میری بہن ہیں۔ میں نے ہمیشہ انہیں بہن کہا ہے۔

On this note, because we had met earlier also, the Leader of the Opposition got up: he thanked every one and said, "we are glad tht every thing has been settled".

Mr. Chairman: So, I think the matter has been resolved. I am glad that it has been resolved. I think it is a good way on which this unfortunate incident has been settled.

جناب قاضی صاحب -

قاضی عبداللطیف: میں قابل احترام گیلانی صاحب سے گزارش کروں گا کہ ان سے ہماری ایک استدعا ہے یا عرض ہے یا گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب صرف انہی سوالات کا جواب دیا کریں جو ان سے متعلق ہوں۔ یا اگر کبھی کبھار کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی وزیر غیر حاضر ہو اور ان کے جوابات ڈاکٹر صاحب کے حوالے کئے جائیں تو تب بھی بادل نخواستہ شاید ہم انہیں سنیں گے ورنہ دوسرے وزراء حضرات اپنے جوابات خود دیا کریں تو ان کی عنایت ہوگی۔

جناب چیرمین: تو اب کیا کیا ملے محمد علی صاحب۔

Would we adjourn today now. Gillani Sahib, any decision on when this House is to be prorogued.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: It is not yet decided. We are thinking on it.

Mr. Chairman: I will be grateful if you could let me know today some other time so that we could proceed accordingly.

سید افتخار حسین گیلانی: روزے کی وجہ سے بعض لوگ (وقفہ) جیسے

کہتے ہیں.....
قاضی عبداللطیف: اصل میں جناب والا! میں بجٹ جو آیا ہے منہگانی والا وہ اہم ترین بحث ہے کم از کم اس پر بحث تو ہر جانی چاہیے۔

جناب چیئرمین : اگر آج کرنا چاہی تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ یہ
ممبران پر منحصر ہے۔

پروفیسر خورشید احمد کل صبح لے لیں۔

جناب چیئرمین : کل صبح لے لیں گے۔ یہ ایک
adjournment motion ایڈجمرمنٹ کی تھی۔ جو پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق تھی۔

سید افتخار حسین گیلانی : وہاں بھی آج یہ خیال تھا کہ اس پر بحث
ہوگی لیکن وہاں انہوں نے ایڈجمرمنٹ کر کے کل اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے
رکھے ہیں۔ اور چونکہ وہی فنانس والے وہاں بھی جواب دیں گے۔ اسی خیال
سے جناب ایسا کیا تھا کہ چونکہ کل آپ نے ایڈجمرمنٹ کی تھی اس لئے غالباً یہاں
بحث آج ہونی ہے۔ اس لئے ہم نے وہاں بھی اعتراض نہیں کیا اور کل کے
لئے رکھ دی ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین : اگر ہم کل صبح اسے رکھ لیں ؟
سید افتخار حسین گیلانی : وہ بھی کل صبح ہی ہے۔

What I mean is, soon at 10'0 clock sharp.

اس میں at the end of the day لکھا ہو گا ناں۔

because normally adjournment motins are taken up at the end of the day.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: Then your Secretariat, Sir, should adjust it with the National Assembly Secretariat. As far as we are concerned, we are prepared for it. Sir, because Mr. V A. Jaffery will be mainly dealing with it.

آپ حکم کر دیں۔ اسے ہم settle کر لیں گے۔

We have no objection as far as we are concerned.

252 v) Re: Failure of Ministry of Interior to reply a question of a Senator.

پروفیسر خورشید احمد: کل آپ regular business لے لیں۔ اور پہلے لے لیں۔ یہ debate اس کے بعد وہ لوگ وہاں جاری رکھیں گے۔

Mr. Chairman: That is not strictly permitted by the rules. So are we permitted by the House to make this adjustment in the Orders of the Day?

(allowed)

Mr. Chairman: Allowed So, we will do this tomorrow.

جناب اعترزا حسن: جناب بشیر مٹہ صاحب کی ایک چھوٹی سی تحریک استحقاق ہے۔ وہ بھی اگر dispose of ہو جائے۔ ایک منٹ لگے گا۔

جناب چیمبرمین: جی یہ لے ہی لیتے ہیں۔ مٹہ صاحب اس کو پہلے پڑھ دیں کہ یہ کیا ہے۔

(v) Re: failure of Ministry of Interior to reply a question of a Senator.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, I seek leave of this House to move a motion of breach of my privilege arising out of the persistent refusal by the Ministry of Interior to reply to my question asked and repeated in the two previous sessions and listed for answer in the current session.

جناب اعترزا حسن: اس کا میں بتا سکتا ہوں جی۔

جناب بشیر احمد مٹہ: اس سے پہلے کہ وہ بتائیں میں کچھ اپنی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیمبرمین: جی جناب۔

جناب بشیر احمد مٹہ: اس میں جی بات یہ ہے کہ questions جب ہم دریافت کرتے ہیں تو اس میں background میں کسی کا کوئی problem ہوتا ہے۔

The public is involved and there are certain persons who are affected by a certain issue and they need a remedy.

تو اس کے لئے ہم question کرتے ہیں اور اگر وہ defer ہوتے رہیں تو سوال کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اس میں ہیں نے تین دفعہ یہ سوال کیا۔ ایک دفعہ پہلے کیا تو

The similar thing happened then.

ابھی جب کہ سیشن چل رہا ہے جو ابھی ختم ہو جائے گا۔

It does not go to 13 or 14 or 15 days, so the rotation does not get completed.

تو در دفعہ وہ drop ہو گیا۔ لیکن -

it had been sent to the Ministry and at least they should have taken cognizance of that question and prepared their answer

اس دفعہ خوش قسمتی سے تو اس دن یہ لکھا کہ

It was listed for the 22nd of March reply not received.

So, in view of the fact that it had been sent twice to the Ministry why was the reply not received?

تو point یہی تھا کہ وہ مجھے اس کا reply دیں۔ REPLY کی بھی بات نہیں ہے بلکہ

I want an arrangement to be made and remedy to be provided to the people.

یہ میرا پوائنٹ ہے جی -

Mr. Aitzaz Ahsan: I just want to point out Mr. Chairman that there is no willingness to withhold information. The same question was asked twice before: Once in the 24th Session as Q.No. 107 scheduled for 28th December, 1989 and it was answered. It was also printed etc., but it could not be asked on the 28th of December, 1989 because the Question Hour was suspended and there was no Question Hour. So, it just went on. Then it

254 v) Re: Failure of Ministry of Interior to reply a question of a Senator.

was asked again in the 25th Session and it was to be answered on the 15th of February, 1990. In due time the reply was given to the Senate but again on that day i.e. on the 15th February it could not be taken up because of the debate on the Presidential Address. This the third time it has been asked. This time there has been a little lapse but I was away and since there is a procedure that ~~that~~ I sign, although it was the same answer, they do not remit to the Senate Secretariat. But the mere fact that twice the same answer supplied to the Secretariat shows that we are not with holding anything. The answer is already with the Senate and this time ther a lapse by a day and ~~it was~~ not printed because I was in Lahore in connection with the rally. For that I beg pardon of the House but there is no deliberate intent and the answer is already twice before the Senate which could not be taken up because the Senate was prorogued twice

Mr. Chairman: Matta Sahib.

Mr. Basheer Ahmed Matta: I don't want to press this any more but I would like to discuss that answer with the Minister, Sir.

Mr. Chairman: That I think the Minister would be only too pleased to discuss it with you any time.

Mr. Aitzaz Ahsan: Any time, Sir.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Alright, Sir. If he is pleased so.

Mr. Chairman: Anything else?

(Pause)

Mr. Chairman: So this House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 a.m.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, March 29, 1990]
